القول المقبول

فی

علم غیب الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی ارسل رسولہ للھدی ایتہ ثم اکمل فضائلہ بعلم الغیب بالنھایۃ والصلوٰۃ والسلام علی النبی الامی الذی ادّی امانۃ الرسالۃ بکلمۃ مقبول قال اللہ تعالیٰ فی ذکرہ فلا یظھر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول ھو صاحب علم الاولین والاخرین کاشف الغمۃ وشفیع الامۃ یوم الدین وعلی الہ وصحبہ الاجمعین الطاھرین۔

وبعد میں اس حصہ کو القول المقبول فی علم غیب الرسول کے نام سے معنون کرتا ہوں۔ اس میں حضرت کے علم غیب پر قرآن و حدیث اور اجماع امت سے بحث کی جاویگی۔ امید ہے کہ احباب کے لئے یہ حصہ نہایت ہی کارآمد ثابت ہوگا۔ اس میں ایک نہایت نازک مسئلہ پر بحث ہے میں نہیں کہہ سکتا کہ عوام میری اس تحریر کو کس حد تک پیار کی نگاہ سے دیکھیں گے درحقیقت صوفیائے کرام کیلئے تو یہ بحث حظ روح ہے علم غیب کا مسئلہ کوئی نیا مسئلہ نہیں علمائے صافی الاعتقاد

کا ہمیشہ سے اس امر پر اعتقاد رہا ہے کہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ و آلہ واصحابہ وسلم کو علم ما کان و ما یکون تھا۔ اور عالم الغیب باعلام اللہ تعالٰے تھے علم کے ماننے سے نہ تو شرک اور نہ کسی قسم کا کفر لازم آتا ہے۔ جیسے کہ جاہل لوگوں کا خیال ہے اور نہ معتقد علم غیب کو کوئی کافر کہہ سکتا ہے۔ میرے خیال میں صاحب اعتقاد مذکور ایک سچا مومن ہے وہ شخص خود کافر ہے جو حضرت صلے اللہ علیہ و آلہ واصحابہ وسلم کے علم غیب مطلق کا منکر ہو +

دلیل اس کی یہ ہے کہ حضرت کے لئے علم غیب مطلق بنص قرآنی عَالِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ اور وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِیُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَیْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ یَجْتَبِیْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ یَّشَآءُ اور احادیث صحیحہ سے جیسا کہ آگے بیان ہوگا۔ ثابت ہے۔ پس جو شخص صریح نص اور حدیث سے منکر ہو اُس کو اگر کافر نہ کہا جاوے تو اور کیا +

حدیث میں مرقوم ہے کہ جو حضرت کی شان کو کم بیان کرے یا جیسا کہ فضائل حضرت ہیں اُس سے کم خیال کرے وہ کفر تک پہنچتا ہے صرف فرق علم بالاستقلال و بالذات اور علم باعلام اللہ تعالٰی کا ہے جس کو آگے بیان کرونگا پس ثابت ہوا کہ حضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا علم غیر استقلالی ہے۔ اور اس میں فرق ظاہر ہے اور کوئی شرک نہیں +

درحقیقت علم غیب کو ۲ دو قسم کہنا چاہیئے:۔

(۱) علم غیب بالذات جو تمام کلیات و جزئیات ممکن الوجود و غیر ممکن الوجود کو شامل و حاوی ہو +

(ب) علم غیب بالعرض۔ وہ علم بالاموہ، جو اللہ کے اعلام اور سکھانے سے حاصل ہو۔ اسی شق (ب) کو انبیا کا علم قرار دیا گیا ہے۔

یعنی خداوند کریم کو تو علم بالذات اور خود بخود ہے اور انبیاے علیہم السلام کو خدا نے یہ طاقت عطا کی ہے، آیات مذکورہ بالا میں خداوند کریم نے علم غیب کی نفی نہیں کی ہے۔

آیہ عَالِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ الخ سے دو امر ثابت ہوتے ہیں:۔

(۱) ایک تو یہ کہ اللہ تعالیٰ نے بعض انبیائے کرام کو غیب کے علم پر مطلع فرمایا اور اِس لحاظ سے اُن کو عالم الغیب کہہ سکتے ہیں۔

(۲) دُوسرے یہ کہ انبیا کے علم کو بھی ہم علم غیب کہہ سکتے ہیں۔

ملاحظہ ہو ترکیب آیہ شریفہ اس میں ترکیب استثنا متصل ہے۔ پس اطلاق علم غیب کی نفی نہیں ہو سکتی۔ ہاں بات اتنی ہے کہ اللہ نے عالم بنایا اور جس وقت کہ خدا نے اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ کہکر اس خاص مستثنیٰ شخص کو فداہ روحی امی وابی، واتائے علم غیب جتلایا تو اس کو عالم الغیب کہنا صحیح ہے۔ اور جو اس سے منکر ہو۔ اُسے خدا پوچھے۔

قرآن مجید میں جہاں کہیں غیب کا اختصاص خداوند کریم نے اپنے لئے کیا اُس سے غیب استقلالی مراد ہے۔ اور جہاں کہیں نفی حضرت سے کی گئی۔ اُس سے نفی غیب استقلالی مراد ہے۔ غیب بالعرض کی کوئی نفی نہیں اور ہے بھی ہی۔ اگر خدا نے اپنے خواص میں سے کسی کو عَالِمُ الْغَیْب بنا دیا تو اس میں کیا حرج ہے۔

ان دونوں علموں میں فرق ظاہر ہے خدا کا علم اس کی صفات قدیمیہ ازلیہ ابدیہ سے ہے

جس میں کسی قسم کا تغیّر و نقصان، حدث و بطلان نہیں۔ نہ حادث ہے اور نہ کسبی ✦

انبیاء علیہم السلام کا علم حادث ہے اور کسبی۔ کیا اس تصریح کے بعد بھی بعض ناعاقبت اندیش لوگ اس بات کی جرأت کرینگے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عالم الغیب کہنے سے شرک لازم آتا ہے۔ مَیں پھر کہونگا کہ ہرگز نہیں ✦

اس کی تردید مختصراً ذیل میں ارقام ہے۔

(۱) شرک سے مراد شرک شرعی ہے، جو ضد توحید شرعی کی ہے۔ اور توحید شرعی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ہے یعنی سوائے خدا کے کسی کو معبود خیال نہ کرنا چاہئے پس ظاہر ہوا کہ شرک دوسرے معبود کے ماننے کو کہتے ہیں۔ پس عالم غیب کہنے سے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہم معبود نہیں مانتے ہیں ✦

اگر یہ کہا جاوے کہ شرک سے مراد صفات الٰہیہ سے کسی کو متصف کرنا شرک ہے تو یہ سراسر غلطی ہے کیونکہ خدا بھی سننے والا ہے، بندہ بھی سننے والا۔ خدا بھی دیکھتا ہے، بندہ بھی دیکھتا ہے۔ پس اس طرح اگر شرک بنجاتا ہے۔ تو پھر توحید کا نام دنیا میں نہیں مل سکتا ✦

(۲) کسی نام یا صفت الٰہیہ میں کسی شخص یا چیز کا شریک ہونا شرک نہیں کہلاتا ملاحظہ ہو شرح عقاید اس میں صاف طور پر مرقوم ہے الاشراكُ هُوَ اثباتُ الشريكِ فِي الالوهيةِ بمعنى واجب الوجود كالمجوس او بمعنى استحقاق العبادة كالعبدةِ الاصنامِ ✦

ترجمہ شرک کرنے کی تعریف یہ ہے کہ الوہیت باری میں شریک قرار دیا جاوے جیسے کہ مجوس کا عقیدہ ہے یا کسی کو مستحق عبادت قرار دیا جائے جیسے کہ بت پرست

بتوں کو قرار دیتے ہیں پس معلوم ہوا کہ مدار شرک صرف تعدد آلہ پر ہے کیونکہ توحید صرف وحدت خدا پر محدود ہے اور سوائے اس کے توحید کے اور معنی نہیں ہیں +

(۳) حضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو عَالِمُ الغَیب کہنے سے اگر شرک اسی لئے لازم آتا ہے کہ یہ خدا کا نام مختص تھا جس سے حضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو مختص کیا گیا تو اُس کے جواب میں مختصراً عرض یہ ہے کہ خداوند کریم نے خود حضرت صلعم کو رؤف و رحیم کے نام سے یاد کیا ہے اب شرک کو کہاں رکھا جاویگا +

ہاں صرف فرق اتنا ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا علم عالم غیب بالذات اور قدیم نہیں کہلا سکتا لیکن عالم جمیع اشیا تھے مختصراً ہمارا اعتقاد یہ ہے کہ ہمارے نبی عربی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو علم غیب حاصل تھا اور وہ جناب عالم جمیع اشیا تھے اور اس طرح کا اعتقاد رکھنا کوئی کفر نہیں ہے بلکہ جو کہے کہ ایسے اعتقاد رکھنے والا ہے، وہ خود کافر ہے اور **قابل قتل** +

وجہ یہ کہ حضرتؐ کے اوصاف کاملہ میں سے ایک صفت علم غیب کی بھی ہے۔ اور جو شخص ان کی صفات میں سے ایک کو بھی کم کر دے گویا اُس نے حضرت کے فضائل میں تنقیص کی اور جو تنقیص شان نبوی کرے وہ قابل قتل ہے ملاحظہ ہو کتاب شفا کہ اگر کوئی شخص حضرتؐ کی شان کو کم کرے خواہ اُس کا ارادہ مذمت اور سب کا نہ بھی ہو۔ تاہم بھی وہ شخص واجب قتل ہے اور کافر +

اب صرف اختلاف اس امر میں رہا کہ بعض جگہ قرآن و احادیث میں اثبات علم غیب ہے اور بعض جگہ نفی علم غیب +

ان میں تطبیق کوئی مشکل امر نہیں میں نے پہلے بھی لکھا ہے کہ اس میں تطبیق اس

طرح ہے کہ جہاں نفی ہے وہاں مراد علم غیب بالذات ؛ یا لاستقلال سے ہے۔ جو خاصۂ خدا ہے۔ اس لئے فرق ظاہر ہے ؛

نیز احادیث میں جو اختلاف نفی و اثبات ہے۔ اس کا اس اصول سے معاملہ صاف ہو جاویگا۔ کہ اِذَا تَعَارَضَ النفی وَالاثبات فَالاثباتُ اولی یعنی جب نفی و اثبات متعارض ہو جاویں تو حدیث اثبات کو لینا انسب و اولی ہے۔ فافہم و تفکر ؛

اس مختصر تمہید کے بعد میں اب اصل مضمون کی طرف منعطف ہوتا ہوں۔ فی الحقیقت یہ امر روز روشن کی طرح ثابت ہے کہ ہمارے نبی عربی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم غیب اور علم جمیع اشیاء اور علم ماکان وسیکون حاصل تھا۔ امید ہے کہ میرے برادران ہم مشرب میرے اس مضمون سے حظ وافر اٹھائیں گے۔ ہاں نکتہ چین اصحاب ظاہر کی اور میری حالت مساوی نہیں۔ اس لئے اگر وہ کچھ اعتراض کریں۔ تو اس کا علاج نہیں ہو سکتا۔ ہمارا مقصود بحث نہیں بلکہ جتانا ہے۔ اور بس۔ ایسے اعتقاد پر ہمیں کوئی اگر الزام دے تو ڈر نہیں۔ ہمارا یہ اعتقاد عین ایمان ہے ؎

یَا لَائِمِی فِی الْھَوٰی الْعُذْرِیِّ مَعْذِرَۃً
مِنِّیْ اِلَیْکَ وَلَوْ اَنْصَفْتَ لَمْ تَلُمْ

ترجمہ ؎

اے کہ در عشقم ملامت میکنی معذور دار
گر ترا انصاف باشد عذرم آری از کرم

(۱) سب سے اول میں ایک ایسے امر کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ جو ہر روز صاحب

تنبیہ ۱

صلوٰۃ یعنی نمازی شب و روز کی نمازوں میں علاوہ تہجد و اشراق کے کم از کم ۷ دفعہ اس کی تلاوت کرتا ہے وہ کیا ہے؟ تشہد ہے یعنی التحیات کی عبارت۔ اس عبارت کے ضمن میں دنیا میں تمام مسلمان نمازی آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو مخاطب کر کے یاد کرتے ہیں۔ اور آج تک صدہا سال سے برابر اس کا رواج رہا۔ اس کی اصلاح نہ کی گئی۔ کیوں غائب کا صیغہ تبدیل نہ ہوا۔ کیوں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور علمائے اُمت نے اس کی ترمیم نہ کی۔

صاحب نہر الفائق شرح کنز الدقائق لکھتے ہیں:۔

لَابُدَّ ان یقصد فِی الفاظ التشہد معناھا التی وضعت لہ کانہ یُحیّ اللہ تعالیٰ وَسلّمُ علی نبیّہ وَعلی نفسہ وَعلی اولیاء اللہ تعالیٰ ای یقصد الانشاء بھذا الالفاظ لا الاخبارُ۔

یعنی فرماتے ہیں کہ التحیات میں لازمی ہے کہ اس کے اصلی معنی لئے جاویں۔ گویا کہ نماز میں بندہ نمازی اپنے خدا کی تحیت کرتا ہے۔ اور حضرؐ پر سلام بھیجتا ہے اور اپنے لئے اور نیز اولیائے خدا کے لئے سلامتی بھی مانگتا ہے اور اس التحیات میں مقصود سلام علی النبی سے حکایت کسی قصہ کی مقصود نہیں بلکہ انشاء ہے یعنی آئندہ کا استدعا۔

یعنی التحیات واقعہ معراج کیلئے بطور یادگار نہیں لئے گئے بلکہ صرف اس سے مقصود اصلی سلام بھیجنا حضرت کی روح پاک پر ہے۔

قصہ معراج کی روایت یوں ہے کہ حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے مجھے حضرؑ اسرافیل علیہ السلام کے ہمراہ جبرائیل علیہ السلام کی طرف بھیجا

جب جبرئیلؑ نے مجھے دیکھا تو کہا السّلام علیک ایّھا النّبیؐ و رحمۃ اللہ وبرکاتہٗ
مَیں نے کہا السّلام علینا وعلٰی عباد اللہ الصّالحین۔

علامہ شیخ حجر لکھتے ہیں کہ وخوطب صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کانّہ
اشارۃً اِلٰی انہ تعالٰی یکشف لہٗ عن المصلّین من اُمّتہ حتّٰی یکون کالحاضر
لیشھد لھم بافضل اعمالھم ولیکون تذکّر حضورہ سببًا لمزید الخشوع والخضوع
یعنی التحیّات میں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اس لئے مخاطب کیا گیا گویا اشارہ ہے
اس امر کی طرف کہ حضرتؐ آپ کے اُمتی مکشوف ہوتے ہیں حتیٰ کہ خیال کیا جاتا ہے کہ گویا
آپ صلے اللہ علیہ آلہٖ وسلم اُن کے سامنے موجود ہیں۔ یہ امر اس لئے ہے کہ آپؐ اُمت
کے اچھے اعمال کا لاحظہ کرلیں اور آپ کو اطلاع ہو جائے۔ دوم یہ کہ آپ کی یاد باعث
خضوع و خشوع فی الصّلوٰۃ ہو۔

پیارے ناظر! ایسے رسولؐ کو عالم الغیب کہنا کفر کہاں ہے غیب
کی تعریف تو یوں ہے کہ وہ چیز ہے جو حواس خمسہ سے غائب ہو اور ہدایت عقل بھی
اُس کے لئے رہنمائی نہ کرے۔

غیب کی دو قسمیں ہیں:۔

(۱) ایک وہ کہ جس پر دلیل ہو یعنی جس پر اور جس کے لئے رہنمائی کی جائے۔

(۲) وہ کہ جس پر دلیل نہ ہو۔

تفسیر کبیر میں تحت آیہ یُؤمنون بالغیب اس طرح مرقوم ہے
قول الجمھور المفسّرین ان الغیب ھو الذی یکون غائبًا عن الحاسّۃ
ثم ھٰذا الغیب ینقسم الٰی ما علیہ دلیل والٰی ما لیس علیہ دلیل۔

پھر آگے لکھا ہے فَاِن قِیلَ اَفتقولونَ العبدَ یعلم الغیب ام لا۔ قلنا قد بیّنّا ان الغیب ینقسم الیٰ ما علیہ دلیل والیٰ ما لا علیہ دلیل فھو سبحانہ تعالیٰ العالم بہٖ لا غیرہ۔ واما الذی علیہ دلیل فلا یمتنع ان نقول نعلم من الغیب ما لنا علیہ دلیل۔

ترجمہ جمہور مفسرین کا یہ قول ہے کہ غیب وہ شے ہے جو قوت حاسہ سے غائب ہو۔ پھر یہ دو حالت پر منقسم ہے ایک وہ کہ غائب پر دلیل ہو۔ دوسرا وہ غیب کہ جس پر دلیل نہ ہو پس اگر کہا جاوے کہ انسان بھی غیب کو جانتا ہے یا نہیں۔ تو ہم اس کا جواب یہ دینگے کہ ہم نے اس بات کو واضح کر دیا ہے کہ غیب منقسم ہے ما علیہ دلیل وما لا علیہ دلیل کی طرف۔ پھر یہ بات روشن ہے کہ خداوند کریم عالم بالذات ہے۔ لا غیرہ۔ اور کہ شق علیہ دلیل کی ممنوع نہیں کہ کسی خاص انسان کے لیئے مخصوص کی جاوے اور ہم کہیں کہ ہمیں علم غیب بدلیل ہے۔

پس معلوم ہوا کہ علم غیب بالذات اور بالعرض اور قدیم وحادث کا فرق جیسا کہ آگے بیان کیا گیا ہے اسی طرح ہے جس طرح کہ اب ہمیں نے علم غیب بدلیل و بلا دلیل کا فرق بتایا۔ اور بقول مولینا رازی ایک انسان کو عالم بالغیب کہنا جائز ہے۔ اور کوئی کفر نہیں ہے۔

قرآن مجید میں ہے وَمَا نَقَمُوْا اِلَّا اَنْ اَغْنٰھُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ مِنْ فَضْلِہٖ

ترجمہ وہ لوگ آپ سے یا محمد صرف اس لیئے دشمنی کرتے ہیں؟ کہ اللہ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان کو دولتمند بنا دیا اپنے فضل سے۔

کہاں ہیں وہ حضرات جو شرک سے ڈرتے ہیں ذرا غور کریں اس آیہ شریفہ کے مضمون پر دولتمند بنانا کس کا کام ہے۔ اور فضل کس کا ہوا کرتا ہے تفصیل سے

احمال بہتر ہے صاحب فراست خود غور کریں +

علمائے صافی الاعتقاد نے باجمعہ یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ جہاں کہیں آپ نے (صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم) فداہ روحی علم غیب کی نفی اپنی ذات سے فرمائی۔ اُس سے مُراد و مقصود محض کسر نفسی جناب تھی۔ صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم +

مگر یہ خیال میرا صرف خیال نہیں۔ ملاحظہ ہو تفسیر خازن جلد ۲ صفحہ ۱۶ +

آیہ ذیل کی تفسیر میں قُل لَّا اَقُولُ لَکُمۡ عِندِی خَزَائِنُ اللّٰہِ وَ لَا اَعۡلَمُ الۡغَیۡبَ +

ترجمہ۔ مَیں تم کو یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس خزائن خدا ہیں اور مَیں غیب جانتا ہوں +

صاحب تفسیر اس کے بعد لکھتے ہیں وَ انما نفی عَنۡ نفسہ الشریفۃِ ھٰذِہٖ الاشیاءِ تواضعاً للہ تعالیٰ داعترافا بالعبُودیۃِ +

ترجمہ حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے ان اشیاء کی اپنی ذات پاک سے محض اس لئے نفی فرمائی کہ ان کو بارگاہ خداوندی میں تواضع مقصود تھی اور نیز اپنی عبودیت کا اقرار +

صاحب تفسیر مذکور جلد دوم کے صفحہ ۷۵ تحت آیہ وَلَوۡ کُنۡتُ اَعۡلَمُ الۡغَیۡبَ یوں لکھتے ہیں۔ فَان قُلتَ قَدۡ اخبر النبی صلی اللہ عَلَیۡہِ وَ آلہٖ وَسلم عَن المغیباتِ وَقد جاءت احادیث فِی الصحیح بذالک وَھو مِنۡ اعظم معجزاتہٖ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم فکیف الجمع بینہ وَ بین قولہٖ ولو کنتُ اعلم الغیب۔ قلت یحتمل ان یکون قالہ صلی اللہ عَلیہِ وَ اٰلِہٖ وَسلم علیٰ سَبِیل التواضِعِ والادب +

یعنی قرآن میں تو حضرت نے اس طرح کہا کہ "اگر میں غیب جانتا" اس پر صاحب تفسیر اعتراض اُٹھاتے ہیں کہ اگر تو کہے کہ حضرت نے تو بہت سی غیب کی باتیں بتائی ہیں۔ اور بہت سی احادیث صحیحہ اس بارے میں آچکی ہیں۔ اور یہی تو ایک بڑا معجزہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے۔ پس ان احادیث میں اور آیہ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ میں توافق کس طرح ہو سکے۔ اس کا جواب یوں ہے کہ حضرت نے وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ بسبیل تواضع وادب کہا +

مسلمانوں میں علاوہ افعال فرض کے کئی فعل سنت بھی ہیں اور سنت سے حضرت کی اتباع مقصود ہوتی ہے۔ سنت کے کئی اقسام ہیں :۔

(۱) اگر حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی کام کو کیا تو وہ بھی سنت ہے +

(۲) کسی کام کی نسبت ارشاد فرمایا تو وہ بھی سنت ہے +

(۳) کسی شخص نے کوئی کام جناب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے کیا اور آپ نے بعد ملاحظہ اس کو پسند فرمایا یا منع نہ کیا تو وہ بھی سنت ہے +

اس تمہید کے بعد ایک سنت نبویہ کو جو نسبت علم غیب کے ہے تحریر کرتا ہوں امید ہے کہ خالی از دلچسپی نہ ہوگی :۔

ایک صحابی نے ایک قصیدہ آپ کے سامنے پڑھا اور اس میں شعر ذیل بھی تھا

شعر

وَاَشْهَدُ اَنَّ اللّٰهَ لَا رَبَّ غَيْرُهٗ
وَاِنَّكَ مَأْمُوْنٌ عَلٰى كُلِّ غَائِبٖ

ترجمہ میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور نیز یہ بھی شہادت دیتا ہوں کہ اے نبی عربی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تو ہر غیب کے اوپر مامون ہے +

اس فقرہ مامونٌ علیٰ کلِّ غائبٍ کا ملاحظہ ہو کہ اس پر کیسا زور ہے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ان اشعار کو سنکر تبسّم فرمایا۔ اور محظوظ ہوئے *

اس روایت کیلئے ملاحظہ ہو عینی شرح بخاری جلد ۸ صفحہ ۶۸ اور قسطلانی مطبوعہ مصر جلد ۶ صفحہ ۱۰۵ اس سے ثابت ہے کہ کل غائب شئے پر آپ مامون و محیط ہیں۔ آپ حجۃ اللہ تھے۔ کیا یہ ممکن ہے کہ نبیؐ کے سامنے خلاف احکام نبوّت کوئی کام کیا جاوے اور وہ منع نہ کرے اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ آلہ وسلم کو متصف بہ علم غیب کہنا کفر ہے یا شرک تو کیا معاذ اللہ حضرت اس امر سے غافل رہتے اور منع نہ فرماتے اُلٹے تبسّم فرماتے یہ ہرگز نہیں ہو سکتا *

یہ مسلم ہے کہ قرآن کا عالم حضرت نبی عربی صلعم سے بڑھ کر دنیا میں اور کوئی نہیں ہے کیونکہ جس کو قرآن اُترا وہی اُس کو اچھی طرح سمجھ سکتا ہے۔ علمائے اُمّت میں آجتک تدریس میں یہ دستور چلا آیا ہے کہ جب حروف مقطعات کے ترجمہ کا وقت آتا ہے مثلاً الٓم حٰم تو فرمایا کرتے ہیں اللہ و رسولہٗ اعلم بمرادہٖ اور بذالک یہ امر مسلّم ہے کہ حضرت اعلم بالقرآن ہیں *

قرآن میں تمام مغیبات اور تمام معلومات اور تمام اسرار مندرج ہیں۔ کیا خوب کہا ہے ؎

جَمِیْعُ الْعِلْمِ فِی الْقُرْاٰنِ لٰکِنْ
تَقَاصَرُ عَنْهُ اَفْهَامُ الرِّجَالِ

جیساکہ میں آگے آیات مندرج کرونگا جب حضرت اعلم بالقرآن ہوئے تو لازم آیا کہ عالم بالغیب بھی ہیں *

(ملاحظہ ہوں آیات ذیل)

کُلُّ صَغِیْرٍ وَّ کَبِیْرٍ مُّسْتَطَرٌ قرآن میں چھوٹی بڑی سب کچھ چیزیں لکھی ہوئی ہیں +

کُلَّ شَیْئٍ اَحْصَیْنَاہُ فِیْ اِمَامٍ مُّبِیْنٍ تمام چیز کو ہم نے امام مبین میں جمع کر دیا ہے +

وَلَا حَبَّةٍ فِیْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ یعنی کوئی دانہ کوئی پتہ کوئی خشک و تر دنیا کا نہیں ہے جو قرآن میں نہ ہو +

مَا فَرَّطْنَا فِی الْکِتٰبِ مِنْ شَیْئٍ ہم نے قرآن میں کچھ نہیں چھوڑا سب کچھ لکھ دیا ہے +

وَنَزَّلْنَا عَلَیْکَ الْکِتٰبَ تِبْیَانًا لِّکُلِّ شَیْئٍ ہم نے تم پر کتاب اُتاری یا محمدؐ جو بیان ہے ہر شے کی + پس جس شخص کی طرف قرآن اُترا وہی بیان ہر شے کا عالم ہوگا +

صاحب تفسیر اتقان آیۂ مؤخر کے ضمن میں تحریر فرماتے ہیں مَا مِنْ شَیْئٍ فِی الْعَالَمِ اِلَّا وَھُوَ فِیْ کِتٰبِ اللہِ یعنی دنیا میں کوئی چیز ایسی نہیں جو کتاب اللہ میں مندرج نہ ہو +

تفسیر عرائس البیان میں تحت آیۂ مَا فَرَّطْنَا فِی الْکِتٰبِ مِنْ شَیْئٍ ترجمہ ہم نے قرآن میں کسی شے کو بغیر بیان کئے نہ چھوڑا۔ یوں مرقوم ہے کہ اَیْ مَا اَخَّرْنَا فِی الْکِتٰبِ ذِکْرَ اَحَدٍ مِّنَ الْخَلْقِ لٰکِنْ لَّا یُبْصِرُ ذِکْرَہٗ فِی الْکِتٰبِ اِلَّا الْمُؤَیَّدُوْنَ بِاَنْوَارِ الْمَعْرِفَةِ یعنی ہم نے قرآن میں کسی ایک کا بھی مخلوق میں سے ذکر باقی نہ رکھا سب کچھ بیان کر دیا +

لیکن اس ذکر کو صاحبان باطن کہ جن کو نورِ معرفت حاصل ہو وہ معلوم کرتے ہیں +

صاحب عرائس تحت آیہ کریمہ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ صفحہ ۵۳۷ پر بیان فرماتے ہیں :-

وَهُوَ كِتَابُهُ الْمَكْنُونُ وَخِطَابُهُ الْمَصُونُ يُخْبِرُ عَمَّا كَانَ وَمَا يَكُونُ مِنْ كُلِّ حدثٍ وكل علمٍ یعنی قرآن شریف جو خدا کی پوشیدہ کتاب اور محفوظ حکم ہے جیسے امر سے جو ہو چکا اور جو ہوگا خبر دیتا ہے +

اب صاف ہو چکا کہ جب ہمارے حضرت اعلم بالقرآن ہیں تو وہ یقیناً عالم علم ماکان و مایکون ہوئے صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہ دائماً ابداً +

صاحب تفسیر کبیر جلد ثالث صفحہ ۱۳۱ مطبوعہ مصر میں تحت آیہ شریفہ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا (ترجمہ اور سکھایا تم کو یا محمدؐ جو تمہیں علم نہ تھا اور اللہ کا فضل عظیم ہے تم پر) اس طرح لکھتے ہیں اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَاطْلَعَكَ عَلٰى اَسْرَارِهِمَا وَاَوْقَفَكَ عَلٰى حَقَائِقِهِمَا یعنی اللہ نے تم پر کتاب اور حکمت نازل کی اور اُن کے حقائق و اسرار کا واقف تم کو بنایا +

فقرہ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا قابل غور ہے یعنی علم ہر چیز سے افضل ہے اور تمام نعمتیں اُس کے آگے ہیچ ہیں۔ اور خدا نے قرآن میں عام لوگوں کو یوں مخاطب کیا کہ :-

وَمَا اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا۔ یعنی اے لوگو علم سے تم کو حصہ تھوڑا سا عنایت ہوا ہے +

لیکن حضرت کو کہا کہ آپ کو چونکہ علم و حکمت کے تمام اسرار و حقائق معلوم ہیں اس لئے

خدا کا بڑا فضل آپ پر ہے صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہ دائمًا ابدًا ۔

مولینا ابو البرکات النسفی تفسیر مدارک التنزیل میں تحت آیہ شریفہ وَعَلَّمَکَ مَا لَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ (ملاحظہ ہو تفسیر مطبوعہ افضل المطابع دہلی صفحہ ۲۶۴) میں یوں فرماتے ہیں "من امور الدین والشرائع او من خفیات الامور وضمائر القلوب" یعنی حضور کو علاوہ عالم امور شریعت ہونے کے تمام پوشیدہ امور کا عالم بنایا اور تمام دلوں کے پوشیدہ بھید ونکا واقف بنا دیا ۔

سبحان اللہ کیا شان نبوی ہے صلوا علیہ وسلموا تسلیما ۔

دلیل نمبر ۹ صاحب تفسیر حسینی آیہ مذکورہ کے ذیل میں ارقام کرتے ہیں۔ اور وہ اپنی طرف سے نہیں بلکہ صاحب بحر الحقایق سے منقول فرماتے ہیں کہ :۔

"آں علم ما کان و ما یکون ہست کہ حق سبحانہ وتعالیٰ در شب اسری بداں حضرت عطا فرمود۔ چنانچہ در حدیث معراج آمدہ است کہ من در زیر عرش بودم قطرہ در حلق من ریختند فعلمت بہا ما کان وما یکون ۔

ترجمہ:۔ اس سے مراد علم ما کان و ما یکون سے ہے۔ جو کہ خداوند کریم نے اپنے پیارے نبی ؐ کو شب معراج میں عطا فرمایا۔ چنانچہ حدیث میں ہے کہ میں (صلعم) زیر عرش تھا۔ ایک قطرہ عرفان و محبت میرے حلق میں گرایا گیا۔ پس بوجہ اس کے مجھے علم ما کان و ما یکون حاصل ہو گیا۔ یعنی علم اس شے کا جو تھی۔ اور جو ہو چکی۔ اور نیز وہ جو آئندہ ہو گی ۔

دلیل نمبر ۱۰ افضل المحققین قدوۃ المحدثین عالم برحق شیخ عبد الحق محدث دہلوی کتاب مدارج النبوۃ وصل رویت الٰہی (ملاحظہ ہو مدارج افضل المطابع دہلی صفحہ ۱۹۲) میں قصہ معراج کو

حضرت سے یوں منقول کرتے ہیں ندا آمد ادن یاخیر البریۃ ادن یا احمد ادن یا محمد فرمود پس نزدیک گردانید مرا بخود پروردگار من و چناں شدم کہ فرمود است ثم دنی فتدلی فکان قاب قوسین او ادنی او پرسید از من پروردگار من چیزے پس نتوانستم کہ جواب گویم پس نہاد دست قدرت خود درمیانہ دو شانہ من بے تکیف و بے تحدید پس یافتم برد آں را در سینہ خود پس داد مرا علم اولین و آخرین و تعلیم کردم انواع علم را علمے بود کہ عہد گرفت از من کتمان آں را کہ باہیچکس نگویم و ہیچکس طاقت برداشتن آں ندارد جز من دو علمے بود دیگر کہ مخیر گردانید در اظہار و کتمان آں سو علمے بود کہ امر کرد مرا بہ تبلیغ آں بخاص و عام از امت من ⁂

ترجمہ حضرت فرماتے ہیں مجھے آواز آئی کہ قریب ہو اے تمام جہان سے بہتر۔ قریب ہو اے احمد قریب ہو اے محمد۔ حضرت فرماتے ہیں کہ بعد میں میرے پروردگار نے (خود ہی) پھر مجھے اپنے نزدیک (پیار سے) کر لیا۔ اور میں اس حال میں ہو گیا جیسا کہ اللہ نے فرمایا کہ فکان قاب قوسین یعنی میرے میں او میرے حبیب میں فقط فرق دو گوشہ کمان کا یا اس سے کم رہ گیا۔ پھر خدا نے مجھ سے کچھ بات پوچھی میں جواب دے سکا پس خداوند کریم نے اپنے ہاتھ کو جو بے کیف اور بے تحدید تھا میرے دو شانوں کے درمیان رکھا۔ مجھے سینے میں ایک سردی سی معلوم ہوئی۔ پھر مجھے خداوند کریم نے علم اولین و آخرین عطا کیا۔ مجھے چند اقسام علوم خدا نے سکھلائے۔ ایک تو وہ علم تھا کہ جس کی بابت مجھ سے عہد کیا کہ کسی کو نہ بتاؤں۔ اور بغیر میرے کوئی بھی اس کی برداشت کی طاقت نہیں رکھتا۔ دوسرا وہ علم کہ جس کی بابت مجھے اختیار دیا گیا خواہ اسے ظاہر کروں یا پوشیدہ رکھوں۔ تیسرا وہ کہ جس کی تبلیغ کا مجھے خاص و عام امت کیلئے حکم ہوا۔

پھر مولانائے مرحوم و محقق معلوم ذرا آگے چلکر اُس موقعہ پر جہاں حضرت فرف پر عرش تک پہنچتے ہیں حضرت صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم سے اس طرح نقل کرتے ہیں۔

"پس نزدیک شد بمن قطرہ از عرش و افتاد بر زبان من بچشیدم چیزے کہ نچشید ہیچ چشندہ ہرگز چیزے از شیریں تر ازاں۔ و حاصل شد مرا خبر اولین و آخرین و روشن گردانید دل مرا و پوشید نور عرش بصر مرا پس دیدم ہمہ چیز را بدل خود و دیدم از پس خود چنانکہ مے بینم از پیش"۔

ترجمہ ایک قطرہ عرش سے میرے قریب ہوا اور میری زبان پر پڑا۔ میں نے ایسی چیز کو چکھا کہ دنیا میں کسی نے اس سے بہتر چیز کا ذائقہ نہ لیا ہوگا۔ اور مجھے اولین و آخرین کی خبر حاصل ہو گئی۔ اور میرے دل کو روشن کر دیا۔ اور نور عرش نے میری نظر کو ڈھانپ لیا پس تمام اشیاء کو میں نے اپنے دل میں دیکھ لیا اور میں نے اپنے پیچھے اس طرح دیکھ لیا جیسا کہ آگے دیکھتا تھا۔

لطیفہ۔ دلیل مذکورہ میں آیۃ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰی پر ایک عجیب روایت یاد آئی ہے جو خالی از دلچسپی نہیں علمائے باطن رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیۃ کو کمال محبت اتحادی اور قرب بارگاہ سرمدی کا ایک اعلٰے معیار قائم کیا ہے اور یوں روایت کرتے ہیں کہ عظمائے عرب و سرداران قبیلہ میں یہ دستور تھا کہ جب کسی سے دوستانہ عہد مستحکم کرنا چاہتے تو فریقین اپنے اپنے کمان لے آتے۔ اور دونوں شخص تیروں پر کمان چڑھا کر دونوں ایک دوسرے کی سیدھ میں کمان ملا لیتے ایک ہی دفعہ قبضہ پکڑتے اور ایک ہی آن تیر چلا دیتے۔ گویا اس رواج اور رسم سے یہ مقصود ہوتا۔ اور یہ بات فیصل مانی کہ اب ہم دونوں میں موافقت کُلّی اور مودت مستحکم ہو گئی ہم دونو

میں ایک کی عزت دوسرے کی عزت ہوگی۔ اور ایک کی رضا دوسرے کی رضا۔ گویا خداوند کریم نے بھی اس آیتہ سے اپنے پیارے نبیؐ کو اپنے دوستانہ عہد کی کیفیت استحکام اس رسم عرب کو یاد دلا کر ظاہر فرمائی۔ کہ میرے حبیب تمہاری عزت اور تمہاری رضا اور میری عزت اور میری رضا میں کچھ فرق نہیں۔ فافہم وتفکر۔ فداہ روحی امیؐ وابیؐ اللھم صل وسلم علیہ کثیراً کثیرا ملاحظہ ہو لطیفہ ہذا کیلئے تفسیر حسینی مطبوعہ نولکشور صفحہ ۳۵۸)

اب اعتراض سابقہ دلیل سے پیدا ہو سکتا ہے کہ اگر حضرت کا علم ماکان وَ مَا یکُوْنُ قرار دیا جاویگا۔ تو خدا کا علم بھی علم ماکان و مایکون ہے۔ ان دونوں میں فرق کیا ہے۔ اس کا جواب آسان ہے۔ کہ وہ اشیا جو مستحیل لذاتہا ہیں۔ اور جو ممکنات معدومہ ہیں اس کا علم خداوند کریم کو ہے۔ اگر کہا جاوے کہ نہیں تو یہ سراسر کفر ہے۔ پس لازم آیا کہ خدا کا علم حاوی جمیع اشیاء کو ہے جو تھیں اور جو ہونگی۔ اور نیز وہ اشیا جو ممکن الوجود ہیں خواہ وہ موجود نہ ہوں۔ اور نہ کبھی ہوئیں اور نہ ہونگی پس ایسی اشیا مستحیل بالذات پر حضرت کا علم نہیں حضرت کو علم اشیا ماکان و مایکون کا ہے یعنی جو گزر چکی اور جو آئندہ ہونگی پس فرق ظاہر ہے۔

واقعہ بدر سے کون آگاہ نہیں۔ اور یہ بات متواتر ثابت ہے کہ حضرت امت پناہی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ایک قریشی کی وفات اور مقام قتل بتلایا۔ حدیث میں ہے کہ فرمایا حضرت نے بدر کے دن۔ ھذا مصرع فلان ووضع یدہ علی الارض ھھنا وھھنا فما مات احد ھم عن موضع ید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ترجمہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ فلانے کافر کے بچھڑنے اور قتل ہونے کی جگہ ہے۔ اور آپ نے اپنے دست مبارک کو جگہ جگہ رکھ کر بتلایا

پس کوئی شخص بھی کفارِ قریش میں سے سوائے فرمودہ جگہ جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے دُوسری جگہ پر قتل شدہ نہ پایا گیا۔

اے برادرِ مشرب کیا یہ علم غیب نہیں ہے؟ اگر یہ نہیں تو اور کیا ہو سکتا ہے یہ بات کوئی عجیب نہیں اولیائے کرام نے فقط دربار احمدی کے فیضان سے صدہا کرشمے دکھائے جو عقل ظاہر بیں سمجھنے سے قاصر ہے جب حدیث صحیح سے یہ امر ثابت ہے کہ اولیائے کرام کو ایک خاص طاقت ایسی عطا ہو سکتی ہے۔ کہ اُن سے ایسے افعال سرزد ہوتے ہیں۔ جو خارج از عادت بشری ہوتے ہیں۔ تو اگر نبیؐ کو ان سے متّصف مانا جاوے تو اس میں کیا تامّل ہے۔

حضرت ابُوھُریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور بخاری میں ہے فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اللہ تعالےٰ کہتا ہے کہ مایزال عبدی یتقربُ اِلیّ بالنوافِلِ حتیٰ احببتہٗ فکنت سمعہ الذی یسمع بہٖ وبصرہٗ الذی یبصر بہٖ ویدہ الذی یبطش بہا۔ ورجلہٗ الذی یمشی بہا۔ وان سالنی لاعطیتہٗ۔

ترجمہ ہمیشہ میرا بندہ بوجہ طاعت و بندگی میرے قریب ہوتا رہتا ہے۔ پھر قرب کی یہ حالت ہوتی ہے کہ میں اس اپنے بندے کو پیار کرنے لگ جاتا ہوں۔ پس میں اُس کی قوت سمع بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے۔ اور اس کی بینائی ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے۔ اور اُس کا ہاتھ ہو جاتا ہوں۔ جس سے وہ پکڑتا ہے۔ اور اُس کے پاؤں جس سے وہ چلتا ہے۔ (مطلب یہ ہے کہ اس کے سب کام میری رضامندی بلا رضامندی نہیں ہوتے۔ اور اس میں ایک خاص طاقت پیدا ہو جاتی ہے جو عام بندوں

میں نہیں ہوتی، پس ایسا پیارا بندہ مجھ سے جو مانگے اُسے میں دیتا ہوں *

علامہ محدث دہلویؒ اپنی مشہور حضرتؐ کی سوانح عمری موسومہ مدارج النبوۃ کو اس طرح شروع کرتے ہیں سُبحان اللہ کیسی تمہید میں نفاست ہے اس پیارے دیباچہ کتاب پر دیباچہ دنیا قربان ہو علامہ مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی حمد و نعت تمام مصنفین سے نرالی طرز سے شروع کی ہے واقعی اس طرح کی حمد و نعت انہی کا حق ہے

هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ

ایں کلمات اعجاز سمات ہم مشتمل بر حمد و ثنائے الٰہی است تعالےٰ و تقدس کہ در کتاب مجید خطبہ کبریائی خود بداں خواندہ وہم متضمن نعت و وصف حضرت رسالت پناہی است صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کہ وے سبحانہ، اور ابداں تسمیہ و توصیف نمودہ *

ترجمہ آیت کا تو صاف ہے، وہ خدا اول ہے۔ اور آخر ہے اور ظاہر ہے۔ اور باطن ہے۔ اور ہر چیز کو جانتا ہے پھر مولینا فرماتے ہیں کہ اگرچہ یہ اسماء و کلمات اللہ کی حمد و ثنا پر مشتمل ہیں۔ اور وہ خدا بلند و مقدس ہے کہ جس نے خود ان الفاظ سے اپنی بڑائی کا خطبہ قرآن میں پڑھا لیکن یہ الفاظ نیز حضرتؐ کے نعت و وصف کو بھی شامل ہیں۔ کیونکہ خداوند کریم نے ان اوصاف سے حضرت کو متصف کیا *

پھر مولیناؒ نے ان سب اوصاف کو حضرت کیلئے بالتفصیل الگ الگ ثابت کیا کہ حدیث میں ہے اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِیْ سب سے پہلے میرا نور خدا تعالےٰ نے پیدا کیا وغیرہ احادیث سے تمام اوّلیات حضرت کے ثابت کئے *

هُوَ الْاٰخِرُ کو وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ یعنی حضرتؐ آخر النبیین ہوئے وغیرہ سے ثابت کیا۔ اسی طرح هُوَ الظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ کو بالتفصیل ثابت کر کے

وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ کو ذکر فرمایا ہے۔

اور لکھتے ہیں وے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دانا است بہمہ چیز از شیونات الٰہی و احکام صفات حق و اسماء افعال وآثار و بجمیع علوم ظاہر و باطن اوّل و آخر احاطہ نمودہ و بمصداق فوق کل ذی علم علیم شدہ۔

ترجمہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم دانا ہیں۔ تمام چیز کے یعنی تمام افعال خداوندی و احکام صفات حق کے ماہر ہیں۔ اور آپ نے تمام علوم ظاہر و باطن اول و آخر کو احاطہ کر لیا۔ اور گویا ہمارے حضرت مصداق فوق کل ذی علم علیم کے ہوئے یعنی ہر صاحب علم پر ایک عالم زیادہ ہوتا ہے مطلب یہ کہ ہمارے حضرتؐ تمام عالمان دنیا سے فائق ہیں۔ فافہم وتفکر۔

یا ربّ صلّ وسلّم دائما ابدًا علی نبیک خیر الخلق کلھم

دلیل نمبر ۱۲ بخاری مطبوعہ مصر جزو ثانی صفحہ ۱۴۲ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

قَالَ قَامَ فِينَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ مَقَامًا فَاخْبَرَنَا عَنْ بَدْءِ الْخَلْقِ حَتّٰى دَخَلَ اَهْلُ الْجَنَّةِ مَنَازِلَهُمْ اَهْلُ النَّارِ مَنَازِلَهُمْ حَفِظَ ذٰلِكَ مَنْ حَفِظَهُ وَنَسِيَهُ مَنْ نَسِيَهُ یعنی حضرتؐ نے ایک دن کھڑے ہو کر فرمایا اور تمام حالات دنیا تا قیام قیامت ہم کو بتلا دیئے۔ پس ہم کو ابتدائے آفرینش خلق سے قیامت تک کے حالات یعنی جبکہ جنتی اپنی جگہوں میں اور دوزخی اپنے منازل میں داخل ہونگے سب کچھ بتا دیا۔ اس بات کو جس نے یاد کر لیا سو کر لیا۔ جو بھول گیا سو بھول گیا۔

بخاری و مسلم میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہ صحابی صاحب سر رسول اللہ ہیں حضرت عمر بن الخطابؓ اور حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہما نے اکثر روایات

حدیث ان سے کہیں۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے چالیس یوم بعد آپ کی وفات ہوئی، اُن سے منقول ہے:۔

قام فینا رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم مقاماً ما ترک شیئاً یکون فی مقامہ ذٰلک الیٰ قیام الساعۃ حفظہ من حفظہ ونسیہ من نسیہ یعنی حضرت ایک دفعہ کھڑے ہو کر فرمانے لگے۔ اور آپ نے اپنے بیان میں کچھ نہ چھوڑا قیامت تک یاد ہو گا جسے ہو گا۔ اور بھول گیا ہو گا اُسے جس نے بھلا دیا۔

صحیح مسلم میں حضرت عمرو بن اخطب انصاری رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے، (یہ صحابی بہت جنگوں میں حضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ہمراہ شریک رہے۔ ان کے سر پر حضرت نے دست مبارک پھیرا تھا اور دعا فرمائی تھی۔ ان کی عمر سو برس سے کچھ اوپر تھی باوجود این بال چند ایک سفید تھے) وہ روایت کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے نماز فجر سے غروب آفتاب تک خطبہ فرمایا۔ اور درمیان میں سوائے نماز ظہر و عصر کے اور کچھ کام نہ کیا۔ فاخبرنا بما ھو کائن الیٰ یوم القیامۃ فاعلمنا احفظنا، یعنی خبر دی ہم کو تمام ان امور کی جو قیامت تک ہونے والے ہیں پس ہم میں سے زیادہ عالم وہ ہے جس کو زیادہ یاد ہو۔

بالتفصیل روایات ہٰذا کے ملاحظہ کرنے کے لئے ملاحظہ ہو مسلم کتاب الفتن واشراط الساعۃ اور مشکوٰۃ کتاب الفتن۔

علامہ امام احمد قسطلانی کتاب مواھب اللدنیہ باب اخبار الغیوب میں بروایت حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ حدیث ذیل کو نقل فرماتے ہیں:

ان اللہ قد رفع لی الدنیا فانا انظر ما ھو کائن فیھا الیٰ یوم القیامۃ

كأنما انظر الى كفي هذه ٭

یعنی خداوند کریم نے تمام دنیا کو میرے سامنے کیا ہے۔ اور میں اسے دیکھ رہا ہوں جو کچھ کہ اس میں ہے اور جو اس میں ہوگا قیامت تک اور دنیا کے تمام اطراف و جوانب میرے سامنے یوں ہیں جیسے ہاتھ کی ہتھیلی ہے ٭

لطیفہ اے صاحب تبصیر اس میں عجیب لطف ہے کہ ہاتھ کی کف سے کیوں تشبیہ جناب رسالت پناہی نے دی یعنی دنیا کا کرہ بمنزلہ ایک نقشہ کرۂ ارض کے جو آج کل کے مدارس میں مروّج ہے خیال کرو۔ اس میں شہروں کی حدبندیاں اور سڑکیں دریا ٹھیک اسی شکل پر ہیں جس طرح ہاتھ کی ہتھیلی میں خط ہوتے ہیں پس اس تشبیہ کف دست میں ایک خاص لطف ہے جو مبنی بر غور ہے ٭

دلیل نمبر ۱۵

صوفیوں کا اس مسئلہ پر نہ صرف اعتقاد ہی ہے بلکہ یہ اعتقاد اُن کی روح رواں ہے اور اسی پر اُن کا مدار ایمان ہے حضرت نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر درود بھیجنے کا ایک طریق علامہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مدارج میں ذکر فرماتے ہیں سبحان اللہ کیسا پیارا نقشہ ہے حضور کی عظمت سکھانے کا سچا سبق واقعی نہایت لطیف طریقے سے علامہ مرحوم نے سکھایا فرماتے ہیں:۔

"ذکر کن اورا و درود بفرست بروے صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم و باش در حال ذکر گویا حاضر است پیش تو در حالت حیات وے می بینی تو اورا متادب با جلال و تعظیم و ہیبت و حیا بدانکہ وے صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم مے بیند و مے شنود کلام ترا زیرا کہ وے صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم متصف است بصفات الہیہ" ٭

ترجمہ ایسے نبی کو یاد رکھ اور اس پر درود بھیج۔ اور بوقت درود اس طرح ہو کہ

گویا جناب نبوی حاضر ہیں پیش سامنے جیسے کہ حیات میں ہیں اور تو ان کو دیکھ رہا ہے بحالت ادب و تعظیم و ہیبت جان اس بات کو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم متصف ہیں تمام صفات باری تعالےٰ سے ؛

عبارت بالا سے اب علم الغیب کے ماننے میں کونسا شک باقی رہجاتا ہے جب کہ حضرت متصف جمیع صفات باری ہیں تو علم الغیب میں کونسی کسر رہی۔ قربان جاؤں ایسے نبیؐ کے نام پر انسان کا کیا زہرہ کہ اُس کی توصیف کر سکے جب کہ خدا نے خود قسم اس کی کھائی جیسے کہ میں نے جذب الاصفیا الی فضائل المصطفےٰ میں بیان کیا (ملاحظہ ہو صفحہ ۲۱ دلیل نمبر ۱۳) ایک قسم خدا کی مجھے اور یاد آگئی۔ جو نہایت دلچسپ ہے ؛

دنیا میں دستور ہے کہ جو چیز زیادہ مرغوب و محبوب ہو اسی کی قسم کھائی جاتی ہے وہ حضرات کہ جنہوں نے عشق کی چاشنی کا مزہ لیا ہے وہ اس راز عشق سے بخوبی ماہر ہونگے کہ کسی کے سر کی اور کسی کی جان کی قسم کھاتے ہیں کیا لذت قسم کھانے والے کو حاصل ہوتی ہے۔ اور قسم کھانے کے وقت قسم خورندہ اور جس کی قسم کھائی جائے ماہر ہو گا کیا محبت میں سماہوتا ہے یہ بات احاطہ تحریر سے باہر ہے۔ غرضیکہ باری تعالےٰ کا محبت احمدیہ میں کسی صورت میں بھی اس سے کم غلو نہیں کہ جو ایک سچے عاشق کیلئے ہوتا ہے بیساختہ جان محمدؐ کی قسم کھائی اور فرمایا لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِیْ سَكْرَتِهِمْ یَعْمَهُوْنَ یعنی اے محمدؐ تمہاری جان کی قسم تحقیق وہ کافر یا قوم لوط اپنی گمراہی میں سرگرداں ہیں ؛

اے درویش۔ لفظ لَعَمْرُكَ پر غور کر اور دیکھ کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی کیا شان ہے خدا جس کی حیات اور جان کی قسم کھائے اُس کی محبت اگر

حضرت کی جان کی قسم

؎ یہ کتاب ہمارے ہاں سے مل سکتی ہے۔ ملک چنن الدین۔

اعلٰے نہ ہو۔ تو پھر کس کی ہو گی جب محبوب ہوئے تو رتبہ محبوبیت کے لئے ہر شے زیبا ہے۔ علم الغیب ایسے محبوب کا ایک ادنٰے کرشمہ ہے جس معشوق کی جان کی قسم کھائی جائے۔ اُسے ایسے صفت عطا کرنے میں عاشق کو کیا دریغ ہو سکتا ہے؟ ایسے محبوب کو ہی متصف بجمیع صفات کہنا لائق ہے۔ اللھم صل وسلم علیہ دائما ابداً۔

مواھب لدنیہ میں عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپنے ایک دفعہ جناب امت پناہی سے سوال کیا کہ اے رسول صلے اللہ علیہ وسلم آپ پر میری جان اور میرے ماں باپ قربان ہوں سبحان اللہ آپکے درجہ بارگاہ ایزدی میں اس حد تک پہنچا ہے کہ خدا نے آپ کی قسم کھالی۔ نہ صرف آپ کی حیات کی قسم کھائی بلکہ آپکے خاکِ پاء کی قسم کھائی اور کہدیا کہ لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ وَاَنْتَ حِلٌّ بِهٰذَا الْبَلَدِ۔ (ملاحظہ ہو حصہ فضائل نبوی صفحہ ۲۱)

اے برادر ہم مشرب! بظاہر خاکِ پاء کی قسم ہے تو آپ چونک گئے ہونگے۔ نہیں درست ہے۔ جب اس شہر کی قسم کھائی کہ جس میں آپ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) تھے اور پھر وجہ قسم بیان کی کہ آپکا نزول اس میں ہے۔ تو اب معاملہ صاف ہو گیا کہ آخر مقیم شہر چلا پھرا تو کرتا ہے۔ اور چلنا پھرنا۔ اسی شہر میں ہو گا جب شہر کی قسم کھائی تو حضرت صلعم کے جائے پائے مبارک کی قسم بھی اس میں آ گئی۔ فافہم وتفکر۔

یہ فضیلت صرف آپ کی ذات تک محدود ہے۔ کسی پیغمبر کی جان کی قسم خداوند تبارک تعالےٰ نے نہیں کھائی۔ حقیقت احمدیہ کو صاحبان بصیرت نے ہی کچھ سمجھا ہے۔ احد اور احمد میں فرق ظاہر ہے لیکن سمجھنے والے اسے کچھ اور ہی سمجھے

ہیں۔ قول حسان بن ثابت بھی اسی مماثلت کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ فذو العرش محمود وھذا محمد۔ یعنی صاحب عرش (خدا) محمود ہے۔ اور ہمارے نبی محمد۔ محمود اور محمد کا اشتقاق ایک ہے۔ جو صاحب تھوڑے سے علم صرف سے واقف ہونگے اُن پر اس کا لطف ظاہر ہے اللّٰھم صل وسلم علیہ دائما ابداً ÷

مولٰنا جلال الدین انموذج اللبیب میں لکھتے ہیں کہ "آنحضرتؐ کو سوائے اُن پانچ چیزوں کے جن کا ذکر قرآن مجید میں ہے۔ اور سب اشیاء کا تمام علم کامل عطا کیا گیا" پھر آگے چل کر لکھا ہے کہ بعض کہتے ہیں کہ "اُن اشیا خمسہ کا علم بھی جناب نبویؐ کو عطا کیا گیا۔ مگر حکم ہوا کہ آپ اُسے ظاہر نہ کریں" ÷ دلیل نمبر ۱۵

پس اشیا خمسہ کا علم اُن علوم میں سے جو معراج میں عطا ہوئے۔ نمبر ا کی قسم کا علم ہے جس کا ذکر میں نے حدیث معراج میں کیا ہے (ملاحظہ ہو دلیل نمبر ا کتاب ہذا)

عینی شرح بخاری جلد اول صفحہ ۳۱۷ میں مرقوم ہے قَالَ الْقُرْطُبِیُّ لَا مطمع لاحدٍ فِی علم شیئٍ من ھٰذہ الامور الخمسۃ لھٰذا الحدیث وقد فسّر النبیؐ صلعم قول اللّٰہ تعالیٰ وعندہ مفاتح الغیب الخ بھٰذہ الخمس قال فمن ادّعیٰ علم شیئٍ منھا غیر مستند الی الرسول صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم کان کاذبًا۔ دلیل نمبر ۱۶ یعنی قرطبی کہتا ہے کہ کوئی بھی اُن امور خمسہ کے علم کا دعوٰے نہیں کر سکتا اور نہ کوئی اس بارہ میں خواہش ظاہر کر سکتا ہے۔ کیونکہ آنحضرت صلے اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم نے آیۃ عندہٗ مفاتح الغیب کی ان اشیا خمسہ سے تفسیر کی ہے۔ اور پھر قرطبی کہتا ہے کہ ہاں اگر سوائے نبی صلے اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم کے کوئی شخص مدعی علم اشیا خمسہ کا ہوگا۔ تو وہ کاذب ہے" ÷

پس معلوم ہوا کہ ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تمام اشیا کا اور ان پانچ چیزوں کا
علم بھی تھا صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہ +
مشکوٰۃ شریف کتاب الفتن فصل ثانی کے شروع میں ہے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ
سے روایت ہے قَالَ وَاللّٰهِ مَا اَدْرِیْ اَنَسِیَ اَصْحَابِیْ اَمْ تَنَاسَوْا وَاللّٰهِ مَا تَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مِنْ قَائِدِ فِتْنَةٍ اِلٰی اَنْ تَنْقَضِیَ الدُّنْيَا يَبْلُغُ مَنْ مَّعَهٗ
ثَلٰثَمِائَةٍ فَصَاعِدًا اِلَّا قَدْ سَمَّاهُ لَنَا بِاسْمِهٖ وَاسْمِ اَبِيْهِ رواہ ابوداؤد +
ترجمہ فرمایا حضرت حذیفہ رضؓ نے قسم ہے خدا کی مجھے معلوم نہیں کہ میرے دوست
اس واقعہ کو بھول گئے یا جان کر فراموشی ظاہر کرتے ہیں قسم ہے خدا کی رسول خدا
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی فتنہ انگیز کا حال قیامت تک بے بیان کئے نہیں چھوڑا۔
خواہ اس کی معیت تین سو کے ہمراہیوں کی ہو یا زیادہ۔ حتیٰ کہ ہمیں اس شخص کا نام اُس کے
باپ کا نام اُس کے خاندان کا پتہ بتا دیا +
اب بتائیے کہ رسول عربی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیا باقی چھوڑا۔ میرے پیارے دوست
کیا اب بھی تم کو علم غیب کے ماننے میں کسی قسم کا شک باقی رہا ہے میں اپنے پاس سے
نہیں کہتا۔ احادیث کو تمہارے سامنے پیش کرتا ہوں ماننا اور نہ ماننا تمہارے اختیار ہے
بالخصوص اس مسئلہ کے نہ ماننے کا خیال حضرات اہلحدیث کو زیادہ ہے اور وہی اس کا پاٹ
زیادہ لیتے ہیں سوائے اصح الکتب بخاری اور مشکوٰۃ کے کسی غیر حدیث کو نقل نہیں کیا گیا
حدیث کی تمام معتبر کتب اس دعویٰ کی تائید میں ہیں +
اس جگہ میں اپنے ہم مشرب پنجابی احباب کی محفوظیت کیلئے قصیدہ پنجابی موسوم
بہ نظم مقبول بعلم غیب الرسول کو ذیل میں درج کرتا ہوں۔ امید ہے کہ بعد مطالعہ احقر کو دعائے

خیر سے یاد کیا جاویگا۔

نظم مقبول فی علم غیب الرسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

اوّل حمد خداوند تائیں جو صفتاں دا والی ‏ کن فیکون ارادے الا وہم خیالوں عالی
کُل پیغمبر مرسل سارے راہ ہدایت کارن ‏ بھیجے دنیا اندر سارے لوگ منتے بھلیاون
پچھوں نور قدیم محمدؐ افسر سب رسولاںؐ ‏ ختم نبوّت کارن آیا توڑے کفر جہولاں
چارے تھم شریعت سندے چارے یار نبی دے ‏ وچ خلافت چار برابر رکھیں صاف عقیدے
طٰہٰ تے یٰس مزمّل کی کجھ صفت سُناواں ‏ عزیز رؤف رحیم کہلاوے ہیں لکھا بے جاواں
مغنی اس نوں آپ الٰہی وچ قرآن بلاوے ‏ منکر احمدؐ دو ہیں جہانیں مٹھیا گھاٹا پاوے
شوق محبت احمدؐ کارن آپ خدا فرماوے ‏ ایس نبی دا دل دکھاون ہرگز اساں نہ بھاوے
اُچی کڈو پاک محمدؐ اگے جے آوازاں ‏ بھاوین متھے تسوپے رگڑو کم نہ آن نمازاں
جامع صفت الٰہی الا اوہ محبوب الٰہی ‏ اِکو ہیں نہ آکھاں اُسنوں سبھے کہے لوکائی
عزیز رؤف رحیم نبی نوں وچ قرآن بلاوے ‏ انہاں صفتاں وچ رلا کے سارا شرک گماوے
اس آیت نوں پڑھکے بھائی شرک خیال نہ آوے ‏ علم الغیب جے آکھے کوئی الگ دے دگاڑا جاوے
علم الغیب محمدؐ تائیں اس وچ شک نہ لیائیں ‏ کرکر شرک دے لے وچ سجناں نہ ایمان گنوائیں
اوہ محمدؐ پاک رسولاں رب اہنوں فرمایا ‏ منگ حبیبا جو کجھ چاہیں شوق دلے توں آیا
اس نوں علم لدنّی والے دتے رب خزانے ‏ دھر درگاہ دا رڈیا ہویا رتبہ کی پچھانے
علم الغیب عنایت ہویا بحرا خاص جنابوں ‏ ماکان سیکون الا ہو ندا باجھ حسابوں
آپ محمدؐ فخر رسولاں شک نہ ورڑے سبھے ‏ کُل زمیناں نظری آون وانگ تلی میرے اگے

اہل حدیث کہاکے بھائی مُکھ حدیثوں موڑیں　　مُسلم و مشکوٰۃ بخاری اینویں بیٹھا پھولیں
انہاں وچوں سب کچھ ملسی جے تعصب توڑیں　　ایس گاہ دِل نال عقیدت جتے توں واگاں موڑیں
محمد امین ہاندرابی آکھے سُنی نصیحت میری
شوق محبت احمدؐ باہجوں پار نہ لگے بیڑی

دلیل نمبر ۱۹

مشکوٰۃ شریف کتاب الصلوٰۃ باب المساجد و مواضع الصلوٰۃ کی فصل سوم میں معاذ بن جبل سے روایت ہے۔ اور جو حدیث صحیح ہے جس میں آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنے مسجد میں دیر سے آنے کی وجہ اور رویت اللہ کا ذکر فرمایا۔ اور نیز اس امر کا کہ آپ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے دونوں شانوں میں یدِ قدرت پیار سے رکھا۔ جس سے ایک خاص قسم کی ٹھنڈک حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کو محسوس ہوئی۔ اور آپ نے فرمایا کہ بمجرد اس سردی کے پہنچنے کے اور ہاتھ کے لگنے کے میری یہ حالت ہوئی کہ فتجلّٰی لِی کُلُّ شَیءٍ وَعَرَفْتُ یعنی تمام شے و معلومات وغیرہ آں مجھ پر ظاہر و روشن ہوگئیں۔ اور میں نے اُن کا علم حاصل کر لیا۔

دلیل نمبر ۲۰

مشکوٰۃ شریف کتاب الصلوٰۃ باب المساجد و مواضع الصلوٰۃ کی فصل ثانی میں عبدالرحمن ابن عائش رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اپنے پاک پروردگار کو ایک پیاری صورت میں دیکھا۔ الیٰ آخر الحدیث۔

اسی حدیث میں آپ نے فرمایا کہ خداوند کریم نے میرے دونوں مونڈھوں کے درمیان ہاتھ رکھا پس مجھے سردی معلوم ہوئی۔ پھر بعد ازیں فرماتے ہیں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم فَعَلِمْتُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یعنی جو کچھ زمین و آسمان میں تھا وہ سب مجھ کو معلوم ہوگیا۔ اور اس سے مجھ کو علم حاصل ہوگیا۔

فقرہ حدیث مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ حرف مَا موصولہ ہے۔ اور جو معنی الذی ہے۔ یعنی جو کچھ کہ ممکنات و موجودات سے خداوند کریم نے مخلوق کیں۔ خواہ وہ زمرہ عجائبات دنیا میں سے ہوں یا ظہورات فلکی سے۔ نظر سے غائب ہوں یا حاضر۔ غرض جو کچھ کہ زمین و آسمان کی موجودات ہیں۔ سب کا علم ہمارے نبی اکرمؐ کو حاصل ہو گیا۔ جس کی روایت خود آپ نے اپنی لسان رحمت نشان سے فرمائی ✤

مولانا شیخ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اشعۃ اللّمعات ترجمہ مشکوٰۃ میں اسی کے متعلق یوں فرماتے ہیں "پس دانستم ہر چہ در آسمانہا و در زمین ہا بود ایں عبارت است از حصول تمام علوم جزوی و کُلی و احاطہ آں" پس فرمایا حضرتؐ نے کہ مَیں نے زمین و آسمان کی موجودات کو جان لیا۔ اور اس کے بعد شیخ صاحبؒ اپنی طرف سے فرماتے ہیں کہ یہ فقرہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ حضورؐ کو تمام علوم جزوی و کُلی معلوم تھے اور اُن پر احاطہ اور ادراک تھا ✤

صاحب فراست کیلئے علم غیب کا مان لینا اب کچھ دشوار نہیں۔ ایک مختصر بات ہے جب ہمیں اس امر کا یقین ہے کہ ہمارے حضورؐ مرسل ہیں۔ تو لازمًا اس امر کا یقین بھی فرض ہے کہ وُہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم صادق تھے۔ بلکہ آپؐ مصدق بھی تھے فداہ روحی، اگر اب اس امر کو نہ مانا جاوے تو مذہب اسلام کو سر سے ہی خیرباد کہنا پڑیگا ✤

پس جب حضورؐ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم صادق ہیں۔ تو آپ کا یہ فرمانا بھی صحیح ہے کہ مجھے تمام آسمان و زمین کی چیزوں کا علم ہو گیا۔ اور اس میں شک کرنا سراسر کفر اور ضلالت ہے۔ پس صاحب بصیرت کیلئے یہی دلیل کافی ہے کہ حضورؐ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے یوں کہا۔ اللّٰھم صل وسلم علیہ

پیشین نمبر ۲۱

مشکوٰۃ باب الفتن فصل ثانی میں ثوبان رضی اللہ تعالےٰ عنہ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے خرید شدہ غلام تھے۔ کہ جن کو بمجرد خرید حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آزاد فرمایا۔ اور آپ کے ساتھ جناب ثوبان رضی اللہ عنہ اکثر سفر و حضر میں رہے۔ ثوبان رضی اللہ عنہ کا انتقال سنہ ۵۴ ہجری میں ہوا) سے روایت ہے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ سَیَکُوْنُ فِیْ اُمَّتِیْ کَذَّابُوْنَ ثَلٰثُوْنَ کُلُّھُمْ یَزْعَمُ اَنَّہٗ نَبِیُّ اللّٰہِ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ

ترجمہ میری امت میں میرے بعد تیس کذاب (جھوٹے) ہونگے ہر ایک کا ان میں سے یہ خیال و دعویٰ ہوگا کہ وہ پیغمبر ہے حالانکہ مَیں خاتم نبوت ہوں۔ اور کوئی نبی میرے بعد ہرگز نہ ہوگا +

سبحان اللہ! کیسی معجز نما تقریر ہے! ایک طرف تو آپنے ایسے شخصوں کے وجود کی خبر دی کہ میری اُمت میں ایسے مردود ضرور ہونگے جو دعویٰ پیغمبری کرینگے اور ایک طرف خاص تعداد آپنے مقرر فرمائی۔ اے جان برادر۔ یہ علم غیب نہیں تو اور کیا ہے کہ اتنی مدت پیشتر ایسے مردود وجودوں کی آپنے اپنے صالحین امت کو خبر دی۔ فداہ روحی امی وابی صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہ +

پیشین نمبر ۲۲

مشکوٰۃ کتاب الفتن فصل ثانی میں مشہور حدیث ہے کہ اَلْخِلَافَۃُ بَعْدِیْ ثَلٰثُوْنَ سَنَۃً ثُمَّ یَکُوْنُ مُلْکًا۔ اس حدیث میں حضرت نے ایک بڑے مہتم بالشان امر کا دو لفظوں میں فیصلہ فرمایا! کیا یہ علم غیب نہیں۔ آپنے کھلے لفظوں میں کہدیا کہ خلافت میرے بعد صرف تیس ۳۰ برس ہے پھر سلطنت ہوگی اور دنیا دارانہ روش خیال اہمیت او خیال دو الگ چیزیں ہونگی نفسانیت کا بازار گرم ہوگا۔ اب خیال فرما کر حساب کر لیا جائے تو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد تیس ۳۰ سال ہی خلافت رہی +

تفصیل خلافت

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خلافت ۲ سال ۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ دس سال ۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ بارہ سال ۔

حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ چھ سال ۔ کل میزان تیس سال۔

اب کہیئے یہ علم غیب نبی ﷺ نہیں تو اور کیا ہے۔ گویا حضرت نے خلافت صحابہ کی مدت کے بیان کرنے کے علاوہ دوسری بادشاہت کا خاکہ بھی بتایا صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہ ۔

مشکوٰۃ شریف کتاب الفتن فصل ثانی میں نیز حضرت نے اپنے بعد واقعات کا خطرہ بیان فرمایا۔ اور کہا کہ "اخاف علی امتی الائمۃ المضلین"۔ مجھے اپنی امت کا خوف ہے کہ ان کو گمراہ سرداروں سے تکلیفیں پہنچیں گی۔ یہ حدیث صحیح ہے۔ اس کی تفسیر کی ضرورت نہیں وہ اصحاب کہ جن کو مطالعہ کتب سیر و تواریخ کا شوق ہے۔ ان پر واضح ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی وفات کے بعد مسلمانوں پر کیا کیا واقعات پیش آئے۔ اور کیا تلواریں چلیں۔ انہی ڈراونے منظروں کو حضرت علیہ التحیۃ والسلام نے بالکنایات اپنے الفاظ میں ظاہر فرمایا جن کا اعادہ خارج از بحث ہے۔ اور موجب بدمزگی خاطر اولو الالباب فاعتبروا یا اولی الابصار ۔

قصیدہ بردہ میں علامہ اجل محمد بوصری شرف الحق والدین رحمۃ اللہ علیہ کے ذیل کے شعر مسئلہ علم الغیب کے سمجھنے کیلئے نہایت موزوں ہیں ۔

یَا اَکْرَمَ الْخَلْقِ مَا لِیْ مَنْ اَلُوْذُ بِهٖ ... سِوَاکَ عِنْدَ حُلُوْلِ الْحَادِثِ الْعَمِمِ

وَلَنْ یَّضِیْقَ رَسُوْلَ اللّٰهِ جَاهُکَ بِیْ ... اِذَا الْکَرِیْمُ تَجَلّٰی بِاسْمٍ مُّنْتَقِمٍ

فَاِنَّ مِنْ جُوْدِکَ الدُّنْیَا وَضَرَّتَهَا ... وَمِنْ عُلُوْمِکَ عِلْمَ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ

ترجمہ

اے کریم از رسولاں من ندارم ملجئے ... جز تو چوں آید قیامت یا بود ہول عمم

یا رسول اللہ جاہت تنگ کے آید بمن ... چوں کریمے انتقام آرد بیار باب نقم

شمۂ از جودِ تو دنیا و ادہ بدبا آخرت ... ذرہ علومت دو عالم علم لوح است قلم

ترجمہ اے جہان سے بزرگ و بہتر سوائے تیرے کوئی نہیں کہ جس کے پاس میں حوادث زمانہ یا ہول قیامت سے پناہ لوں۔

یا رسول اللہ آپ کا مرتبہ مجھ جیسے گنہگار کی شفاعت کی وجہ سے کچھ گھٹ نہ جائیگا جب کہ اللہ کریم منتقم کے نام سے ظاہر ہوگا۔

اے رسول مجید آپ کی نوازشات سے دنیا و عاقبت ہے یعنی دونوں جہان آپ کے دست سخا کا ایک کرشمہ ہے۔ اور یہ سب کائنات آپ کی عنایات کا ایک جز یا شمہ۔ اور آپ کے علوم غیر متناہیہ کا ایک جز علم لوح و قلم ہے۔

واقعی اشعار بالا کو صوفیائے کرام کی جان کہا جائے تو بجا ہے۔ یہ امر مسلمہ ہے کہ لوح و قلم میں حسب آیہ کُلُّ صَغِیْرٍ وَّکَبِیْرٍ مُّسْتَطَرٌ اور بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِیْدٌ فِیْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ سب ممکنات اشیا دنیاوی و سماوی وغیرہ کا علم مسطور و محفوظ ہے اور یہ امر بھی ثابت ہے کہ تمام اشیا کے حالات لوح محفوظ میں محفوظ ہیں۔ اب جائے غور یہ امر ہے کہ ایک علامہ جلیل القدر اسی لوح محفوظ کے علم کو حضرت کے دریائے علم کا ایک قطرہ

بتاتا ہے۔ اور پکار کے کھلے میدان میں کہتا ہے کہ لوح وقلم حضرتؐ کے علوم کی ایک جزو ہے۔

کیسی شرم کی بات ہوگی کہ علمائے قدیم تو لوح وقلم کے علم کو حضرتؐ کے علوم کے ایک ذرہ سے مثال دیں۔ اور آج کل کے خشکیہ ظاہربین حضرتؐ کو معاذ اللہ معلومات عامہ میں معذور خیال کریں۔ افسوس ایسی سمجھ پر۔

مُلّا علی قاری زبدہ شرح بردہ میں انہی اشعار کے ضمن میں یُوں لکھتے ہیں کہ مصنف نے علم لوح وقلم کو حضرتؐ کے علوم کا جزو کیوں کہا وجہ یہ کہ جناب نبوی صلے اللہ علیہ وسلم کے علوم بہت سے اقسام کے ہیں۔

(۱) علوم کلیہ حضرتؐ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم (۲) علوم جزئیہ (۳) علوم حقائق اشیاء (۴) علوم اسرارِ خفیہ (۵) علوم عوارف ومعارف جو محض متعلق بذات وصفات باری تعالےٰ ہیں پس لوح وقلم کا علم جناب رسُول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اُن بے انتہا علوم کی سطور میں سے ایک سطر اور آپ کے علوم کے بے تہاہ دریاؤں میں سے ایک چھوٹی سی نہر۔ یہ تو خیر! باوجود اینہمہ لوح وقلم کا وجود بھی تو صرف حضرتؐ کے وجود ہی کی برکت سے ہے۔ اگر آپ کا وجود باجود نہ ہوتا تو لوح وقلم افلاک کب ہوتے۔ کیا خوب کسی نے کہا ہے ؎

وہ نہ ہوتے تو کب جہاں ہوتا جلوہ جو حق کا ہے نہاں ہوتا

تنبیہ جان برادران سب باتوں کو محض اعتقادی فرضیات خیال نہ کر لینا۔ ہر بات میں ہرٹ اچھی نہیں میں نے مستند کتب سے ان کو اخذ کیا ہے۔ اپنے پاس سے گھڑ نہیں کی گئی کتاب بدء الخلق بخاری شریف۔ اور مسلم کتاب الفتن۔ اور مشکوٰۃ کتاب الفتن باب اشراط الساعۃ۔ باب تغیر الناس کا مطالعہ کرو کہ جناب نبی عربیؐ نے کن غرائب ونوائب

مستقبلہ کا ذکر فرمایا ہے۔ پھر اگر تسلّی نہ ہو۔ تو خدا حافظ ؛

حضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے علم غیب کا مسئلہ حسب دلیل ہائے مذکورہ صرف اعتقادی ہی نہیں رہا۔ بلکہ بنص صریح واحادیث صحیحہ ثابت ہو چکا۔ اور یہ سب بحث علم غیب نبوی بعد از نبوّت کی تھی۔ اب رہا یہ امر کہ ہمارے نبی عربیؐ کو علم غیب قبل نبوّۃ کا حصول بھی ممکن وجائز ہے یا نہیں۔ علمائے ربّانی وصوفیائے نورانی اس بات کے قائل ہیں کہ حضرت صلّے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اس طرح کا علم غیب ہونا ممکن ہے۔ اور اس اعتقاد کو دو دلائل ہائے ذیل پر محدود کرتے ہیں :-

اوّل حدیث میں مروی ہے کہ کُنْتُ نَبِیًّا وَّکَانَ اٰدَمُ فِی الْمَآءِ وَالطِّیْنِ یعنی میں نبی تھا۔ اور حضرت آدمؑ ابھی پانی اور مٹی میں ہی تھے یعنی حضرت کا وجود باجود تو درکنار یعنی آپ نبی تھے جب کہ حضرت آدمؑ کا پتلا تیار نہ ہو چکا تھا ؛

ایک اور حدیث مشکوٰۃ شریف باب فضائل سید المرسلین صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہ کے فصل دوم میں ہے "عن ابی ھریرۃ قال قالوا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم متٰی وجبت لک النبوۃ قال اٰدم بین الروح والجسد۔ رواہ الترمذی" یعنی ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں نے آپ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سوال کیا کہ نبوّت آپ کے لئے کب واجب ومتحقق ہوئی۔ حضرت نے فرمایا کہ جب کہ آدم علیہ السلام کا وجود روح وجسد میں تھا۔ اور ابھی تیار نہ ہو چکے تھے۔ اس حدیث کو ترمذی نے بیان کیا ہے ؛

ان حدیثوں سے صاف ثابت ہے کہ ہمارے نبیؐ کو درجہ نبوّت قبل از بعثت ونبوّت دنیاوی حاصل تھا۔ پس یہ امر مسلمہ ہے کہ نبیؐ کو علم الغیب کا حصول ممکن وجائز ہے

اَب یہ نتیجہ صاف ہے کہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بھی قبل از بعثت صاحب علم الغیب تھے صلوٰۃ اللہ وسلامہٗ علیہ ؁

دوم یہ اصول مسلمہ ہے کہ تمام انبیا صلوٰۃ اللہ وسلامہٗ علیہم اجمعین معصوم از صغائر وکبائر بالعمد ہوتے ہیں۔ بلکہ ولادت سے ہی ایک معنی سے متصف بولایت ہوتے ہیں۔ نہ صرف مادرزاد ولی بلکہ اُن کی ولایت دیگر اولیائے کرام سے زیادہ قوی ہوتی ہے۔ اور یہ امر صاف ہے کہ جب قبل از نبوت بھی انبیا متصف بولایت ہیں۔ تو ایسی صفت سے اُنکا متصف ہونا کوئی محال نہیں ؁

اولیائے کرام کے متعلق مولٰنا جامی رحمۃ اللہ علیہ نفحات الانس کے صفحہ ۲۴۹ میں یوں ارقام فرماتے ہیں ؁

کہ حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ میفرمود کہ حضرت عزیزان علیہ الرحمۃ والرضوان میگفتہ اند کہ زمین در نظر ایں طائفہ چوں سفرہ ایست وما مے گوئیم چوں روئے ناخن است وہیچ چیز از نظر ایشاں غائب نیست ؁

ترجمہ یعنی خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عزیزان فرمایا کرتے تھے کہ تمام زمین اس گروہ (اولیا) کی نظر میں ایک خوان کی طرح ہے (یعنی جس طرح کہ کھانے والے شخص کی نظر بوجہ قرب دسترخوان پر حاوی ہوتی ہے) لیکن ہم (یعنی خواجہ بہاء الدین نقشبند) کہتے ہیں کہ زمین اس کے سامنے مثل ناخن انگشت کے ہے۔ اور کوئی شے ان کی نظر سے غائب نہیں ہے۔ یہ خیال ایک پاکیزہ صوفیانہ خیال ہے۔ اس کا لطف صاحب قلب سلیم کو کچھ زیادہ ہوگا ؁

حضرت کے متصف بعلم غیب قبل از نبوۃ کا میرا اپنا خیال نہیں سنداً علامہ ملا

عبد العلی قاری رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتا ہوں جس کو شک ہو وہ دیکھے مسلم الثبوت شرح بحر العلوم کی بحث سنت صفحہ ۲۸۹ کو اس میں حسب ذیل تحریر ہے :-

ھٰذا انما الکلام فِی بعد النبوۃ واما ما قبل فالتحقیق دو علیہ اھل اللہ مِنَ الصُّوفیۃ الکرام) انّھُم معصُومُونَ ایضًا مِنَ الکبائِرِ وَالصغائر عمداً کیف لا دھُم انما یولدُونَ عَلی الولایۃ ودلایتھم قویۃ من لایۃ الاولیاء الذینَ ولایتھم مَاخوذۃٌ منَ لایتھم :-

ترجمہ :- یہ کلام تو نبوت کے بعد کے بارے میں تھی لیکن قبل از نبوت پس اس بارے میں تحقیق یہ ہے (اور اسی پر اہل اللہ صوفیائے کرام ہیں) کہ سب پیغمبر معصوم صغائر وکبائر بالعمد سے ہیں۔ یہ بات کیوں نہ ہو کیونکہ انبیا ولی مادر زاد ہیں بلکہ ان کی ولایت اولیا کی ولایت سے قوی ہے دیگر اولیا کی ولایت انبیا کی ولایت سے ماخوذ ہے۔ جب انبیائے کرام قبل از نبوت ولی ہوئے تو صفت علم غیب محال نہیں۔ فافہم وتفکر :-

یہ کوئی تعجب انگیز امر نہیں ہے ایک حدیث مشہور حسب ذیل ہے :-

مَایزَالُ عَبدِی یَتقرّبُ اِلَیّ بالنّوافِلِ حتّٰی اَحببتُہٗ فکنتُ سَمعہُ الَّذِی یَسمعُ بِہٖ، وَبصرہُ الّذِی یُبصِرُ بِہٖ، وَیدَہُ الّتِی یَبطِشُ بِھا، وَرِجلہُ الّتِی یَمشِی بِھا، وَاِن سَألَنِی لَاَعطیتُہٗ :-

یعنی میرا بندہ ہمیشہ بوجہ میری عبادت کے میرے قریب ہوتا ہے حتیٰ کہ مجھے پیارا معلوم ہونے لگتا ہے اور اسے میں پیار کرنے لگ جاتا ہوں۔ پس اس کو میری محبت اور مجھے اس کی محبت میں ایسی حالت خاص ہو جاتی ہے! در مصداق ع

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی

علم غیب اولیائے کرام

اور "خود کوزہ و خود کوزہ گر و خود گِل کوزہ" بنجاتا ہے۔ بیچارے منصورؔ کو بھی اسی حالت کے عدم اخفائے راز کا مزہ چکھایا۔ جب بندہ کی حالت حسبِ بالا ہو جاتی ہے۔ تو خداوند کریم فرماتا ہے کہ مَیں ایسی حالت میں اس کا کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے مَیں اس کی آنکھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے۔ مَیں اُس کے ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے مَیں اُس کے پاؤں ہو جاتا ہوں جس سے وہ چلتا پھرتا ہے! ایسا میرا پیارا بندہ مجھ سے اگر کچھ بھی چاہے تو اس کا کہنا مَیں جھٹ پورا کر دیتا ہوں +

اے ناظر! اس حدیث کے بعد حضرتؐ کے متصف بعلم غیب قبل از نبوّت کے فیصلے کو تمہارے انصاف پر چھوڑ دیتا ہوں۔ جب اولیائے کرام کی حسب دلیل ہائے ماسبق یہ حالت ہے۔ اور یہ امر مسلّم ہے کہ حضرت کی ولایت بدرجۂ اتم اور کامل قبل از نبوّت تھی۔ تو یہ امر ماننا کچھ مشکل نہیں ہے کہ ہمارے نبی عربی صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم عالم الغیب قبل از نبوّت بھی تھے۔ مجھے اب یہ معلوم نہیں کہ میری یہ تحریر کس حد تک معترضین کو کھٹکیگی۔ مَیں نے جو کچھ لکھا ہے وہ سچے دل پر مبنی ہے۔ اور اس پر میرا اعتقاد ہے حقیقت محمدیہؐ تو یہی ہے۔ رہی کتاب بینی اور شے ہے۔ اور قلب سلیم کچھ اور شے ؎

تا ترا حالے نباشد ہمچو من!
حال من باشد ترا افسانہ بیش!

امام اجل محمد بوصری شرف الحق والدین رحمۃ اللہ علیہ کا ایک شعر عجیب انداز کا ہے۔ امام موصوف علم غیب کے اعتقاد کو ایک چلتے ہوئے مصرعہ میں خوب نبھا گئے ؎

تَبَارَكَ اللّٰهُ مَا وَحْیٌ بِمُكْتَسَبٍ
وَلَا نَبِیٌّ عَلٰی غَیْبٍ بِمُتَّهَمٖ

پس بزرگ است آں خدائے وحی نبود مکتسب
ہم رسولِ او نیند بر علمِ غیبش متہم

یعنی وہ خدا نہایت بزرگ ہے۔ اور وحی اپنے کسب و کمال سے حاصل نہیں ہو سکتی۔ بلکہ داد الٰہی ہے جسے دے۔ اور اگر کسی نبیؐ کو علم غیب سے متصف کیا جاوے تو یہ کوئی تہمت نہیں۔ بلکہ برحق ہے۔

اب ایسے علماء کے نزدیک کسی نبیؐ کو ایسی صفت سے متصف کرنا جائز ہے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم تو بدرجہا بہتر متصف بعلم غیب ہونے کے لائق ہیں اللھم صل وسلم علیہ دائماً ابداً۔

دلیل نمبر ۲۴

آنحضرتؐ کے علم غیب کے متعلق ایک قصہ گذشتہ کو جو بروایت صحیحہ علماء میں مانا گیا ہے تحریر کرتا ہوں۔ امید ہے کہ حضرات معترضین اس منقولی مسلمہ واقعہ سے ضرور اس امر کو مان جائینگے کہ حضرت نبی کریم صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہ عالم الغیب تھے۔

سنہ ۶ ہجری المقدس میں آنحضرتؐ نے ایک سریہ (مشن) مقام مُوتہ کی طرف روانہ فرمایا اور یہ سریہ تمام سرایا سے مشہور ہے کیونکہ اس میں محاربہ و مقابلہ سخت ہوا تھا واقعہ یوں ہے کہ آپ نے ایک مراسلہ بنام شاہ بصرہ تحریر فرمایا اور حارث بن عمیر رضی اللہ عنہ کو حکم ہوا کہ نامہ شریف بادشاہ بصرہ کو پہنچاوے۔ جب حارثؓ مقام موتہ پر پہنچے تو راہ میں قیصر کے طرفداروں میں سے ایک شخص مسمی شرجیل بن عمرو غسانی سے ملاقات

ہوئی۔ شرجیل نے کہا کہ کدھر کا ارادہ ہے حارث نے کہا کہ شام کا۔ پھر کہنے لگا شاید تو قاصد نبوی ہے؟ کہا کہ ہاں! شرجیل نے جھٹ وہیں حارثؓ کو شہید کیا پیشتر ازیں واقعہ قتل قاصد کبھی نہ ہوا تھا۔ اس واقعہ کی خبر سُن کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ازحد رنج ہوا۔ اور سب مسلمان کو حکم یکدم صادر فرمایا کہ اسی مقام پر حارثؓ کا قصاص لیں۔ اسی دم قیصر پر چڑھائی ہوئی۔ اور تین ہزار مسلمان اس طرف روانہ ہو گئے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زَیدْ بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو سپہ سالار مقرر فرمایا۔ اور ایک سفید جھنڈا اُن کے ہاتھ میں دیا۔ اور سب لشکر کو مقام ثَنِیَّۃُ الْوِدَاعْ تک رخصت فرمایا حضرت نے جاتی دفعہ یُوں فرمایا کہ "اے مسلمانوں تمہارا سپہ سالار زیدؓ بن حارثہ ہے اُس کی شہادت کے بعد جعفرؓ طیار ابن ابی طالبؓ۔ اُن کے بعد عبداللہؓ بن رواحہؓ۔ ان کی شہادت کے بعد کوئی مسلمان حسب پسند چن لینا"۔

اَے جان برادر! کیا یہ علم غیب نہیں کہ اسی طرح بعد میں واقعہ ہوا۔ اور اسی ترتیب سے شہادت ہوئی۔ صحابیوںؓ نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو بالاتفاق سب سے آخر سپہ سالار کیا۔ اور آپ کے ہاتھوں ہی فتح ہوئی۔ جائے غور ہے کہ ایک مسلمان آخری سے کہ جس طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا۔ کام پھر آگے نہ بڑھا۔ یعنی حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ترتیب امارت مطابق معاملہ جنگ فیصلہ ہو گیا۔

القصہ جب لشکر اسلام مقام مَعَان پر پہنچی تو شرجیل نے سُنکر خوب لشکر جمع کیا۔ اور اپنے بھائی شدوس کو معہ پچاس آدمیوں کے جاسوسی کیلئے روانہ کیا مسلمانوں نے اسے دیکھ لیا۔ اور وہ قتل ہوا۔ اُس کے ہمراہی واپس بھاگے اور قلعہ موتہ میں پہنچکر شرجیل کو خبر کی۔ اسے بہت فکر ہوا۔ اور ہرقل کی طرف اپنا دوسرا بھائی روانہ کیا۔ وہاں سے بہت

سی لشکر آگئی۔ چند قبائل عرب بھی اُس کے ساتھ اور مل گئے۔ کل مجمع ایک لاکھ کا ہو گیا۔ جب مسلمانوں کو اس فوج کثیر کا پتہ لگا۔ تو مقام مَعان پر توقف کیا۔ اور سوچنے لگے کہ اور مدد منگوائی جاوے۔ عبد اللہ بن رواحہؓ نے حوصلہ بڑھایا۔ آخر تلاقی طرفین ہوئی۔ اور سب سے پہلے سپہ سالار زید علم سفید لئے میدان میں آئے۔ حتے کہ تیروں سے شہید ہوئے۔ پھر جعفر طیارؓ بن ابی طالب میدان میں نکلے آپ پیادہ لڑتے تھے۔ آپ کا دایاں ہاتھ کٹ گیا۔ پھر بایاں ہاتھ۔ آپ برابر تلوار چلاتے رہے۔ حتیٰ کہ شہید ہوئے۔ رضوان اللہ تعالےٰ علیہ۔ آپ کو زخم اس قدر تھے کہ تمام بدن سیف وسنان کے زخموں سے پر تھا۔ ۹۰ زخم تلواروں کے اوپر کے حصہ بدن پر تھے۔ آپ کی شہادت کے بعد سپہ سالار عبد اللہ بن رواحہ ہوئے۔ سبحان اللہ آپ کی عجیب حالت تھی تین دن طعام نہ کھایا۔ بعد تین دن کے آپکے بھتیجے نے آپ کیلئے گوشت تیار کیے آگے رکھا کہ وہیں خبر جعفر طیارؓ کی ملی۔ فی الفور چھوڑ میدان میں پہنچے۔ آخرش بعد جنگ بسیار کے شہید ہوئے۔ پھر سب مسلمانوں نے بالاتفاق جناب خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو سپہ سالار مقرر کیا۔ اور آپنے اسی لشکر سے جو کچھ ہمت ہار چکے تھے ایک نمایاں فتح حاصل کی۔

ایک عجیب بات قابل ذکر یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس تمام واقعہ کو مسجد مدینہ منورہ میں بیٹھے ہوئے تمام مسلمانوں کو بتایا کبھی دور سے کہا کہ وہ حارثہ نے علم اٹھائی اور کبھی دور سے پکارا کہ اے لوگو دیکھنا تلوار سیف اللہ نے اٹھائی کیا یہ علم غیب نہیں کہ اتنی دور مسافت سے مسجد میں بیٹھکر حضورؐ نے تمام مسلمانوں کو زور سے پکار کر کہا کہ دیکھو میدان جنگ کا یہ رنگ ہے۔ اور اب یہ ہوتا ہے ملاحظہ ہو کتاب

مدارج جلد دوم مطبوعہ فخر المطابع صفحہ ۳۴۷ جس میں علامہ محدث دہلوی یوں ارقام فرماتے ہیں :-

و در اخبار وارد شدہ کہ چوں سپاہ اسلام با لشکرِ کفار در مقابلہ ایستادند در آن وقت حضرت مقدس نبوی صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم در مسجد مدینہ نشستہ بودند و حجابہا از نظر آں سرور برداشتہ بودند و حال اہل مُوتہ در نظر انور داشتند چنانچہ جنگ گاہِ ایشاں را معائنہ مے دید و با اصحاب فرمود۔ زید بن حارثہ علم برداشت و شہید شد۔ بعد ازاں جعفر گرفت و شہید شد۔ بعد ازاں ابن رواحہ برداشت شہید شد ایں سخن میفرمود و آب از چشمانِ شریف او رواں مے شد۔ انگاہ فرمود بعد ازاں شمشیرے از شمشیرہائے خدا یعنی خالدؓ علم گرفت و فتح بر دست او حاصل شد ازاں روز خالد را سیف اللہ لقب شد رضی اللہ عنہ ۔ فرمود شیطان در نظر زید حیات دنیا را آراستہ میخواست کہ دراں وقت دوستی زندگانی را در دل وے گرہ سازد۔ زید با شیطان گفت کہ ایں وقتے است کہ ایمان در دلِ مومن کامل و ثابت و راسخ مے باید تو آمدہ کہ حیات دنیا را بمن دوست گردانی پائے پیش نہاد و جنگ مے کرد تا شہید شد۔ الی آخرہ :-

ترجمہ۔ حدیث میں مذکور ہے کہ جب سپاہِ اسلام لشکر کفار سے بالمقابل ہوئی اُس وقت آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم مسجد مدینہ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اور تمام پردے اُس وقت حضور کی آنکھ کے آگے سے اُٹھائے ہوئے تھے۔ اور تمام حال اہل موتہ کا پیش نظر تھا چنانچہ اُن کا رزم گاہ معائنہ فرما رہے تھے۔ اور اصحاب سے کہتے تھے کہ لو زید بن حارثہ نے علم اُٹھایا اور شہید ہوا۔ پھر جعفرؓ نے علم لیا اور شہید ہوا۔ بعد ازاں ابن رواحہ نے علم اُٹھایا اور شہید ہوا حضور یہ بات کہتے جاتے۔ اور آنسو چشمانِ مبارک سے جاری تھے اُس وقت

پھر حضرت نے فرمایا کہ اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار نے جھنڈا لیا۔ اور فتح اُس کے ہاتھ پر حاصل ہوئی۔ اسی وجہ سے خالد کا لقب سیف اللہ ہوا۔ رضی اللہ عنہ ٭

نیز حضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ شیطان نے زید کی نظر میں زندگی کو آراستہ کیا۔ اور یہ خواہش کی کہ زندگی کی دوستی اُس کے دل میں عجیب معلوم ہو۔ زید نے شیطان کو کہا کہ یہ ایسا وقت ہے کہ ایمان مومن کے دل میں ثابت اور کامل و راسخ ہونا چاہیئے اے مردود تو اس وقت اس لئے آیا ہے کہ زندگیٔ دنیا کو تو مجھے دوست کھلائے (شیطان کو یہ کہکر) زید نے قدم آگے بڑھایا ہے اور لڑائی میں مصروف ہوا۔ حتی کہ شہید ہو گیا۔ رضی اللہ عنہ

یہاں تک علامہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت کا ترجمہ ختم ہوا ٭

جائے غور ہے کہ علاوہ دیگر حالات کے حضرت نے شیطان کا حضرت زید رضی اللہ عنہ کے پاس آنا اور اُس کا مکالمہ سب بیان فرمایا۔ کیا اتنی مسافت سے ایسی بات کا بیان کرنا جو بھی عوام کو معلوم نہیں ہو سکتی۔ علم غیب نہیں ہے ٭

اے ناظر! اگر اب بھی علم غیب نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں تم کو کچھ شک ہے تو خدا حافظ ٭

ہدایت کیلئے یہ سطور بالا کافی ہوں گی۔ اللّٰہم اہدنا الصراط المستقیم

دلیل نمبر ۲۰

علم غیب کے متعلق ایک معتبر روایت نقل کرتا ہوں جس میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بڑے زور سے ایک آیندہ واقعہ کی نسبت خبر کی۔ جس کے وقوعہ سے پہلے اکیس سال اطلاع دی گئی۔ یہ واقعہ صلح حدیبیہ کی نسبت ہے۔ حدیبیہ مکہ کے قریب تقریباً چھ میل کی مسافت پر ہے۔ سنہ ۶ ہجری میں جب صلحنامہ مرتب ہوا قصہ طویل ہے۔ کفار کی جانب سے سہیل نامی شخص معتبرین اور معززہ آدمیوں کے آیا۔ صلحنامہ کیلئے حضرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

نے ایک منشی کو حکم دیا۔ لیکن آپ سے سہیل نے عرض کی کہ ہم سب چاہتے ہیں کہ صلحنامہ کو آپ کا ابن العم علیؓ لکھے بموجب فرمان فیض ترجمان حضرت امیر علیہ السلام فداہ روحی صلحنامے کو لکھنے لگے آپ نے بتانا شروع کیا۔ اور فرمایا اُکْتُبْ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ سہیل نے کہا ہمیں تو رحمان کی خبر نہیں باسمک کا لکھا جاوے۔ تمام مسلمان بولے کہ ہم یہ نہیں لکھاتے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جناب علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے ارشاد فرمایا کہ لکھئے "باسمک اللّٰھم" بعد ازاں جناب رسالت پناہی نے کہا کہ لکھئے "ھٰذَا مَا قَاضٰی بِہٖ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ" یعنی یہ تحریر اس بارے میں ہے کہ جس کا فیصلہ حضرت محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کیا۔ جناب شیر حق مرتضےٰ علی باصفا فقرہ بالا جب لکھ چکے۔ تو سہیل نے انکار کر دیا اور کہا کہ "ہم آنحضرتؐ کو نہ رسول مانتے ہیں اور نہ ان کی رسالت کے قائل ہیں خدا کی قسم اگر آپ کو نبی جانتے تو زیارت خانہ کعبہ سے کیوں روکتے" محمد ابن عبد اللہ لکھا جاوے جناب نبویؐ نے حضرت امیر علیہ السلام سے فرمایا۔ کہ بھائی جان میں رسول اللہ بھی ہوں اور ابن عبد اللہ بھی۔ آپ ابن عبد اللہ لکھ دیجئے۔ اور رَسُوْلُ اللّٰہِ کاٹ دیجئے۔ اس پر جناب امیرؑ نے نہایت محبت کے جوش میں جواب دیا۔ کہ پیارے نبی علی سے یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ آپ کے نام سے وصف رسالت محو کرے۔"

روایت ہے کہ اس موقعہ پر جناب شجاعت پناہی کی عشق محمدیؐ میں عجیب حالت جنوں سی ہو گئی۔ اور اس پیارے نبیؐ کے سچے عشق کے وجد میں آ کر جوش میں اُٹھ کھڑے ہوئے صلحنامہ ہاتھ سے نیچے ڈالدیا۔ اور تلوار کو ہاتھ میں لیکر پکارنے

لگے کہ کون ہے جو کہے کہ محمدؐ رسول نہیں ! آپ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صلحنامہ کو لیکر فرمایا کہ مجھے بتاؤ کہ کہاں ہے لفظ محمدؐ رسول اللہ۔ بعد بتلانے کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خود لفظ رسُولُ اللّٰہ کو محو فرمایا۔ اور اُس کے بجائے ابن عبدُ اللّٰہِ لکھا گیا۔ آپؐ نے جناب امیرؑ کو تسکین دی اور فرمایا کہ اے علیؑ تم کو میرے اس واقعہ پر اس قدر رنج کیوں ہے۔ یہ معاملہ تو خود تم پر بھی کسی زمانے میں گذریگا۔ سبحان اللہ! کیا کلام معجز نما تھی۔ ملاحظہ ہو علم غیب اسے کہتے ہیں۔ چنانچہ ۳۷ھ ہجری المقدس کو غزوہ صفین میں (جو کہ جناب حضرت اسد اللہ الغالبؑ اور امیر معاویہ میں ہوا) آخر ش صلحنامہ جب مُرتب ہُوا اور اس پر اس طرح لکھا گیا ھٰذَا مَا صَالَحَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلِیُّ ابْنُ اَبِیْ طَالِب۔ امیر معاویہؓ نے کہا کہ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ کا لفظ محو کیا جاوے اور لکھا جاوے علی بن ابی طالب اگر میں اُن کو امیرالمؤمنین جانتا تو اُن سے جنگ کیوں کرتا۔ اور ان کی متابعت نہ کرتا۔ اس پر جناب علی ابن ابی طالب کرم اللہ تعالےٰ وجہہ نے فرمایا صَدَقَ رُسُوْلُ اللّٰہِ (سچ کہا حضرت نبویؐ نے) بس جو معاویہ کہتا ہے وہی لکھدو۔ اس واقعہ کے مفصّل ملاحظہ کے لئے دیکھو کتاب مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۲۶۳ مطبوعہ فخر المطابع دہلی۔

اس واقعہ تاریخی پر غور کرنے سے آنحضرتؐ کے متصف بعلم غیب ماننے میں کوئی کلام باقی نہیں رہتا۔ ایسی مہتم بالشان بات سے اکیس سال قبل اطلاع دیگئی۔ کیا کوئی شخص کہہ سکتا ہے کہ کل میں فلاں فلاں کام کرونگا۔ کیونکہ قرآن میں ہے وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ مَّاذَا تَکْسِبُ غَدًا یعنی کوئی شخص نہیں جانتا کہ کل وہ کیا کریگا۔ مگر ہمارے نبی عربی صلوٰۃ اللہ وسلامہ نے کل کا تو کیا ذکر اکیس سال پہلے خبر دی کہ یوں ہوگا۔ فداہ روحی

اُمّی و ابی۔ اللّٰھم صل وسلم علیہ تسلیماً کثیراً ۔

تفسیر عزیزی

حضرت شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ تحت آیۃ وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ بحث تعلیم اسماء اشیاء آدمؑ یوں تحریر فرماتے ہیں: "ہفت کس را از انبیا ہفت علم صراحۃً تفصیل داد۔ حضرت آدم علیہ السلام را بعلم لغت وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ کُلَّھَا و حضرت خضر علیہ السلام را بعلم فراست کہ وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا و حضرت یوسف علیہ السلام را بعلم تعبیر وَعَلَّمْتَنِیْ مِنْ تَاْوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ و حضرت داؤد علیہ السلام را بعلم صنعت وَعَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّهُمْ و حضرت سلیمان علیہ السلام را دانستن زبان جانوراں کہ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّیْرِ و حضرت عیسےٰ علیہ السلام را بتوریت و انجیل کہ وَیُعَلِّمُهُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِیْلَ و حضرت محمد صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم را علم اسرار وَعَلَّمَکَ مَا لَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ وَکَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْکَ عَظِیْمًا ۔

یعنی خداوند کریم نے انبیائے کرام میں سے سات کو سات علوم ہر ایک کو فرداً فرداً ایک ایک عطا کیا۔ مثلاً حضرتِ آدم علیہ السلام کو علم لغتِ اسماء، حضرتِ خضرؑ کو علم فراست، حضرت یوسف علیہ السلام کو علم تعبیر، حضرت داؤد علیہ السلام کو علم صنعتِ حرفت، حضرت سلیمان علیہ السلام کو علم جانوروں کی بولی کا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو علم کتاب و حکمت اور ہمارے نبی اکرم صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کو علم اسرار یعنی پوشیدہ اشیاء اور رازوں کا علم ۔

حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس امر کو اپنے پاس سے منقول نہیں فرمایا بلکہ اس پر تفسیر مدارک، تفسیر کشاف، تفسیر بیضاوی، تفسیر حسینی، تفسیر خازن وغیرہ گواہ ہیں جس کو شک ہو دیکھے تمام تفاسیر مذکورہ تحت آیۃ وَعَلَّمَکَ مَا لَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ

صاحبانِ قلبِ سلیم کے لئے اتنا ہی کافی ہے +

حضرت کے علم غیب کے متعلق علامہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے سبحان اللہ ایک عجیب واقعہ بیان فرمایا جو صاحبانِ عقل کیلئے قابل اعتقاد ہے ملاحظہ ہو کتاب مدارج مطبوعہ فخر المطابع دہلی جلد اول وصل رویت الٰہی صفحہ ۱۹۴ جس میں مولانا رحمۃ اللہ علیہ یوں ارقام فرماتے ہیں :-

فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَآ اَوْحٰی بتمامہ علوم و معارف و حقائق و بشارات و اشارات و اخبار و آثار و کرامات و کمالات در حیطۂ این ابہام داخل است و ہمہ را شامل از کثرت و عظمت اوست کہ مبہم آوردو بیان نہ کرد +

اشارت بآنکہ جز علم علام الغیوب و رسول محبوب بداں محیط نتواند شد۔ مگر آنچہ آنحضرت بیان کردہ یا آنچہ از مقابلہ و محاذات روح اقدس وے بر بواطن بعضے از کمل اولیاء کہ بشرف اتباع وے مستسعد و مشرف اند تافتہ و اللہ اعلم +

یعنی خداوند کریم نے اپنے حبیب کو شب معراج میں بتلایا جس کی کسی کو خبر نہیں یعنی آنحضرت کو تمام علوم و معارف اور تمام اشیاء کی حقیقت اور تمام بشارتیں اور تمام اشارے، تمام خبریں اور قصّے تمام کرامتیں اور وہ کمالات سکھلا دیئے گئے۔ جو سب کچھ اس مبہم فقرے میں داخل ہیں بلکہ یہ فقرہ تمام اشیاء مذکورہ کو خود شامل ہے بوجہ اپنی عظمت و کثرت کے کیونکہ اس فقرہ کو مبہم لایا گیا۔ اور تفصیل نہ کی گئی یعنی ہم نے سکھایا جو کچھ کہ سکھایا۔ اس فقرہ میں علم کو بیان نہ کرنا۔ اس سے یہ اشارہ ہے کہ اس کی خبر سوائے رسول اور خدا کے کسی کو نہیں۔ ہاں اس پر اطلاع ہو سکتی جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے خود بیان فرمایا۔ یا آپ کی برکت روح کے فیضان

کے سبب اولیائے کاملین کے دلوں پر جو منکشف ہُوا۔ واللہ اعلم +

عبارت بالا سے صاف ظاہر ہے کہ اشیاء مذکورہ کا علم حضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو یقیناً حاصل ہے۔ بلکہ آپ کا وجود باجود تو کجا حضرتؐ کے تابع بھی (یعنی اولیائے کاملین میں سے) بوجہ برکت رُوحِ پاک نبیؐ اس درجہ کمال تک پہنچ سکتے ہیں۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَی النَّبِیِّ وَاٰلِہٖ وَاَھْلِ بَیْتِہٖ اَجْمَعِیْنَ +

علم غیب کی آخری دلیل کو عارف کامل مولینا جلال الدین رومی علیہ الرحمۃ کی بتائے ہوئے ایک مختصر قصہ سے نقل کرتا ہوں (ملاحظہ ہو دفتر پنجم صفحہ ۳۹۴) مولینا موصوف کے ابیات چونکہ صوفیوں کی غذائے رُوح ہیں۔ اس لئے آخر میں اس تازہ کن غذا پیش کرتا ہُوں۔ اُمید ہے کہ دوستوں کے لئے باعث تفریح اور معترضین کیلئے باعث ہدایت ہوگی +

حکایت یُوں ہے کہ چند کافر آپکے پاس بوقت شام پہنچے آپنے اُنکی مہمانی کا یوں انتظام فرمایا کہ ہر ایک صحابی ایک ایک شخص کو مہمانی دے اس ترکیب سے کسی پر بھی بوجھ نہ تھا۔ اُن میں سے ایک شخص نہایت جسیم بڑی توند والا تھا۔ اس کو کسی نے بھی مدعو نہ کیا۔ آپنے فرمایا اچھا یہ میرے حصّے میں رہے جس کو مولینا یوں بیان فرماتے ہیں ؎

ہر یکے یارے یکے مہماں گزید — درمیان اُو بود یک ضخم زفت عنید (بزرگ ۱۲)

جسم ضخمے داشت کس اورا نبرد (درشت ۱۲) — ماند در مسجد چو اندر جام دُرد

ترجمہ ہر اصحابی نے ایک مہمان چن لیا۔ اور ان میں سے ایک بڑے پیٹ والا اور جھگڑالو بھی تھا۔ وہ جسم سخت موٹا رکھتا تھا۔ اور اسے کوئی نہ لے گیا۔ وہ مسجد میں پیچھے اس طرح باقی رہگیا جس طرح پیالہ شراب میں میل +

القصہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس کو ہمراہ دولت خانہ پر لے گئے گھر میں رات کے لئے سات بکریاں دودھ کیخاطر رکھی جاتی تھیں۔ غرضکہ یہ شخص بڑا پیٹو تھا اس نے سب آدمیوں کی خوراک اور ساتوں بکریوں کا دودھ چٹم کر لیا۔ پھر کیا تھا۔ تمام رات اس کی بدہضمی سے حالت ابتر رہی۔ اور اُسے اس قدر بھی نہ طاقت رہی کہ قضائے حاجت کو باہر جاتا تمام بستر کو اُس نے پاخانہ سے نجس کر دیا۔ حجرہ مطہرہ کو بھی جگہ بہ جگہ نجس کیا۔ حضرت صبح کو جب تشریف لائے تو اس قصہ کو مولوی معنوی یوں تحریر فرماتے ہیں کہ آپ کو اُس کی شب وقوعہ کے تمام حالات خود بخود معلوم تھے۔ اور یہی وجہ ہے کہ آپ نے آتے ہی اس کو دروازہ کھول دیا۔ اور آپ خود الگ ہو کر چھپ گئے تاکہ وہ مہمان نادم نہ ہو اسی کو جانِ من! علم غیب کہتے ہیں۔ فتامّل ۔

مصطفےٰ صبح آمد و در را کشاد   صبح آں گمراہ را آں راہ داد
در کشادہ گشت پنہاں مصطفےٰ   تا نہ گردد شرمسار آں مبتلا
تا بروں آید رود گستاخ او   تا نہ بیند در کشا را پشت و رو
یا نہاں شد در پس دیوار یا   او ولیش پوشید داماں خدا

ترجمہ جناب مصطفےٰ صبح کو تشریف لائے اور دروازہ کھولا صبح اس گمراہ کو آپ نے راہ بتلائی دروازہ کھولتے ہی جناب مصطفےٰ چھپ گئے تاکہ وہ مبتلائے مصیبت شرمسار نہ ہو تاکہ وہ گستاخ باہر چلا جاوے۔ اور دروازہ کھولنے والے کو کسی وجہ سے نہ دیکھ لے یا تو خود آنحضرت پس دیوار چھپے یا اُس شخص سے داماں خدا چھپ گیا ؎

بعد ازاں علم غیب نبی کے متعلق معنوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ۔

مصطفےٰ میدید احوال شبش   لیک مانع بود فرمان ربش

تا کہ پیش از خبط بگشاید رہے تا نیفتند زاں فضیحت در چہے

ترجمہ جناب مصطفےٰ (اپنے علم وسیع کی وجہ سے) تمام اُس کی رات کا حال ملاحظہ فرما رہے تھے لیکن اس کا اظہار بحکم خدا ممنوع تھا۔ تا کہ خبط ولغزش سے پہلے اس کو راہ کھولدے تا کہ وہ بوجہ اس شرمساری کے ڈوب نہ مرے۔

پس وہ مہمان دروازہ کھولتے ہی آہستہ سے چلتا بنا۔ ناگاہ ایک شخص نے تمسخراً وہ فرش ناپاک آپ کو دکھایا کہ لیجئے آپکے مہمان کی کاروائی ہے ؎

جامہ خوابِ پُر حدث را یک فضول قاصداً آورد در پیشِ رسولؐ
کاینچنیں کرد است مہمانت ببیں خندۂ زد رحمۃ للعالمین
کہ بیاور مطہرہ اینجا بہ پیش تا بشویم جملہ را با دستِ خویش
ہر کسے میجست کز بہرِ خدا جانِ ما و جسمِ ما قربانِ ترا
تا بشویم ایں حدث را تو بہل کار دستست ایں نہ کارِ جان و دل
اے لعمرک[۱] حق ترا مر عمرِ خواند پس خلیفہ کرد و بر کرسی نشاند
ما برائے خدمتِ تو میزئیم چوں تو خدمت میکنی پس ما کئیم

ترجمہ ناپاک بستر کو ایک ناقابل شخص عمداً حضرت کے سامنے لے آیا کہ دیکھئے آپکے مہمان کی یہ کرتوت ہے۔ اس پر جناب رحمۃ للعالمین نے تبسم فرمایا اور کہا، کہ لوٹا لے آؤ۔ تا کہ میں خود اپنے ہاتھ سے دھولوں۔ ہر شخص اس بات کی تلاش میں تھا اور یہ کہتا تھا کہ خدا کے لئے ہماری جان وجسم آپکے قربان ہو۔ میں خود اس نجس کو دھولونگا۔ آپ چھوڑ دیجئے۔ یہ آپکے ہاتھ کا کام نہیں ہماری جان و دل کا کام ہے آپ کی حیات کی قسم کہ خدا نے آپ کو جان سے ملقب کیا۔ پھر اپنا نائب

[۱] اشارہ آیت شریف لعمرک انھم لفی سکرتھم یعمھون کی طرف ہے کہ جس میں آنحضرتؐ کی جان کی قسم خداوند تبارک وتعالیٰ نے کھائی۔ ۱۲

منفرد کرکے کرسی پر بٹھایا۔ ہم آپ کی خدمت کیلئے ہی تو ہیں۔ جب آپ کام کرنے لگیں۔ تو پس ہم کون ہیں +

اس پر آپنے لوگوں کو خاص اپنے دست مبارک سے کپڑے دھونے کی وجہ بیان فرمائی کہ تم رہنے دو مجھے خود ہی دھونے دو۔ میرے اس فعل میں ایک خاص حکمت ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ ابھی ایک کافر کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی برکت سے تمہارا بھائی بنا چاہتا ہے۔ صحابہ ہٹ کر کھڑے ہوئے کہ وہی شخص واپس اپنی ہیکل کی تلاش میں آیا۔ اور حضرت کو اس طرح دیکھ کر شیفتہ ہو گیا۔ اور وہیں مسلمان ہؤا اس کو مولنا رحمۃ اللہ علیہ اس طرح تحریر کرتے ہیں ؎

گفت میدانم ولے این ساعتیست | کاندریں شستن بخویشم حکمتے ست
منتظر بودند کایں قول نبی ست | تا پدید آید کہ این اسرار چیست
او بجد مے شست آں احداث را | خاص ز امر حق نہ تقلید و ریا
کہ دلش میگفت کایں را تو بشو | کاندریں جا ہست حکمت تو بتو

ترجمہ آپنے فرمایا ہاں میں جانتا ہوں لیکن یہ ایسا وقت ہے کہ میرے خود اس اپنے دھونے میں ایک حکمت ہے۔ سب لوگ اس نتیجہ کے منتظر تھے۔ کہ یہ قول نبیؐ ہے تاکہ ظاہر ہو کہ کیا بھید ہے حضرت خوب کوشش سے ناپاکی کو صاف فرماتے تھے خاص حکم خدا سے نہ تقلید و ریا کی وجہ سے کیونکہ آپکا دل مبارک یہ کہتا تھا کہ اس کو دھو کیونکہ اس میں حکمت تہ بہ تہ ہے +

جانِ برادر! جائے غور ہے کہ حضرت نے اسی وقت اس واقعہ کی اطلاع دی کہ ابھی وہ شخص واپس آئیگا۔ اور میرے اس فعل کی وجہ سے زمرۂ اسلام میں داخل ہو گا

کیا یہ علم غیب نہیں ہے۔ فتدبر۔

کافرک را ہیکلے بُد یادگار — یاوہ دید آنرا و گشت او بیقرار
گفت آں حجرہ کہ شب جا داشتیم — ہیکل آنجا بیخبر بگذاشتیم
گرچہ شرمش بود و حرصش شرم بُرد — حرص اژدرہاست نے چیزیست خرد
از پئے ہیکل شتاب اندر دوید — در وثاق مصطفےٰ وآنحال دید
کاں ید اللہ آں حدث را ہم بخود — خوش ہمے شوید کہ دورش چشم بد
ہیکلش از یاد رفت و شد پدید — اندرو شورے گریباں را درید
میزد او دو دست را بر رُو و سر — کلہ را میکوفت بر دیوار و در
چوں ز حد بیروں بلرزید و طپید — مصطفےٰ اش در کنار خود کشید
ساکنش کرد و بسے بنواختش — دیدہ اش داد و بداو اشناختش
تانگرید ابر کے خندد چمن — تانگرید طفل کے جوشد لبن

ترجمہ اُس کافر کی ایک ہیکل تھی۔ وہ گم ہوگئی اور وہ بیقرار ہوا۔ وہ کافر کہنے لگا کہ جس حجرہ میں مَیں رات رہا ہیکل اسی جگہ مَیں بھول گیا۔ اگرچہ رات کے واقعہ سے اُس کو شرم تھی۔ لیکن حرص اس کی شرم کو لیگئی۔ حرص اژدہا ہے نہ کوئی خرد شے۔ بوجہ ہیکل بھاگا ہوا گیا۔ اور وہاں جناب نبویؐ کو اس حال میں پایا۔ کہ وہ خدا کا ہاتھ اس ناپاکی کو صاف کر رہا ہے ایسی خوشی سے دھو رہے ہیں کہ نظر بد دُور۔ اُس شخص کو ہیکل تو بھول گئی۔ اور اس میں ایک شور پیدا ہوگیا۔ اور اُس نے گریبان چاک کر دیا۔ وہ اپنے دونوں ہاتھ منہ وسر کو مارنے لگا۔ اپنے سر کو در و دیوار سے پٹخنے لگا۔ جب وہ حد سے زیادہ کانپتا اور تڑپتا رہا۔ تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے سینہ مبارک سے لگا لیا۔ اُسے آپنے

ٹھنڈا کیا اور اُس پر بڑی مہربانی کی۔ اور اس کو چشم باطن عطا کر کے اس کی اندرونی مرض سے اُسے مطلع کر دیا۔ جب تک بادل نہ برسے باغ کہاں پھلتا ہے جب تک بچّہ نہ روئے۔ ماں کی چھاتیوں میں دُودھ کب جوش دیتا ہے؀

بالآخر آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے اس شخص کو تسکین دی۔ اور وہ مشرف باسلام ہُوا

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا　　عَلٰی نَبِیِّکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّہِمْ

حضرات اہلحدیث مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کی اشاعۃ السنۃ نمبر ۱۲ جلد ۲ کے صفحہ ۳۳۳ بقیہ مقدمات اثبات نبوّت کی سطر ۱۱ کو ملاحظہ فرما دیں:-

اصل خبر دجال سبھی کتب حدیث میں مذکور ہے اور قصہ تمیم داری صحیح مسلم سنن ابی داؤد اور جامع ترمذی میں ہے۔ اس قسم کی صدہا غیبی خبریں ہیں جو آنحضرت صلعم نے بتائیں۔ اور لوگوں کے مشاہدے و امتحان میں آئی ہیں۔ ان کی تفصیل باسند کتب حدیث میں موجود ہے اور مجمل ذکر ایک چھوٹی سی کتاب شفا فی حقوق المصطفےٰ میں پایا جاتا ہے۔ طالب شائق ان کتابوں کا ملاحظہ کرے؀

خاتمہ

ان دلائل قاطعہ کے لکھنے کے بعد صرف اس قدر بیان کرنا باقی ہے کہ بعض ناعاقبت اندیش کچھ اعتراضات علم غیب نبوی پر کرتے ہیں۔ اُن کا باجمعہ بیان کرنا اور پھر جواب دینا میں ہرگز پسند نہیں کرتا کیونکہ اس سے سابقہ مزاجاتا رہیگا۔ اور نیز ایک بازار بحث گرم ہو جائیگا جو میرے مذاق سے کوسوں دور ہے۔ ان اعتراضات کا جواب علمائے کرام نے بہت پوست کندہ دیا ہُوا ہے۔ لہٰذا ان جوابات کا اعادہ

اس رسالہ مختصر میں مناسب نہیں بعض مواقعہ پر جو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی معاملہ میں خاموشی فرمائی۔ یا ایسا تکلم فرمایا۔ یا آپ سے کوئی فعل سرزد ہوا۔ جو عامہ بشر کے موافق تھا۔ تو وہ یا تو کسی حکمت یا راز کے پہلو کو دکھاتا تھا۔ یا اُس سے کوئی خاص نتیجہ مقصود جناب نبویؐ تھا یا وہ ایسی حالت کی وجہ سے تھا جسے اصطلاح میں استغراق کہا کرتے ہیں۔

یہ امر مخفی نہیں کہ خدا والوں کی بعض اوقات ایسی حالت ہو جاتی ہے کہ اُن کو اپنے تن بدن کی ہوش نہیں رہتی۔ اور وہ دنیا و مافیہا سے بے پرواہ ہو جاتے ہیں۔ بلکہ خود ان کو اپنی جان سے لاعلمی ہو جاتی ہے۔

اسی حالت کی تصدیق جناب نبویؐ کی صوم وصال سے ہوتی ہے۔ آپ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بعض شبہائے رمضان المبارک کے روزے پے در پے رکھا کرتے۔ نہ کچھ تناول فرماتے اور نہ کچھ پیتے۔ اور نہ درمیان میں افطار فرماتے تھے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین کو آپؐ اس طرح کے صوم الوصال سے بوجہ اُن پر رحم کھانے کے منع فرماتے کہ کہیں وہ صوم الوصال کو بھی سنت خیال نہ کر لیں۔ کیونکہ اس طرح کا روزہ ہر ایک کا کام نہیں۔

چنانچہ حدیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ صحابہؓ نے کہا۔ کہ یارسول اللہ جب آپ روزوں کو پے در پے ملاتے ہیں تو آپ ہمیں کیوں اس معاملہ میں منع فرماتے ہیں۔ حالانکہ آپ تو ہمیشہ ہمیں اپنی متابعت کی تاکید فرماتے ہیں۔ فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لَسْتُ کَاَحَدِکُمْ یعنی تم میں سے کسی ایک کی طرح میں نہیں ہوں۔ اور بعض روایت میں ہے اَیُّکُمْ مِثْلِی تم میں سے کون مجھ سا ہے اِنِّی اَبِیْتُ

عِندَ رَبِّی تحقیق میں اپنے خدا کے پاس رات کاٹتا ہوں۔ جو میرا پالنے والا ہے یُطعِمُنِی وَیُسقِینِی جو مجھے کھلاتا ہے اور پلاتا ہے ۔

سُبحان اللہ۔ حدیث مذکورہ بالا کے لطائف کا اندازہ کچھ صاحبانِ حال ہی فرما سکتے ہیں صاحبِ قال کو اس لذت سے آشنائی کب۔ اِس لفظ یطعمنی ویسقینی پر علماءؒ کی مختلف آراہیں۔ بعض تو اس طرف گئے کہ طعام و شراب سے مراد محسوسی طعام تھا۔ جو بہشت سے یوم الوصال کے دن آیا کرتا تھا۔ گویا یہ ایک معجزۂ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہوا۔ بعض کہتے ہیں کہ ایک خاص قوت جنابِ نبویؐ کو خاص قسم کو عطا ہوئی تھی کہ جس کی وجہ سے آپ کو حاجت خورد و نوش باقی نہ تھی۔ لیکن صوفیائے کرام اور علمائے محققین کے نزدیک اِس سے مُراد یہ ہے کہ یہ ایک خاص حالت و لذت و شوق جناب نبویؐ کی عشق الٰہیہ میں تھی کہ نہ بھوک کا خیال نہ پیاس۔ اور یہ کوئی عجیب بات نہیں اُمّتِ احمدیہ کے ادنےٰ اشخاص سے ایسے ایسے کرشمے ظاہر ہوئے۔ سبحان اللہ چہ جناب نبوی صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اسی طعام و شراب صوم الوصال کے متعلق علامہ محدّث دہلوی مدارج جلد اوّل صفحہ ۷۵ مطبوعہ میں فرماتے ہیں کہ :۔

مُختار نزد اہل تحقیق آں است کہ مرد غذائے روحانی است کہ از ذوق و لذت مناجات و فیضان معارف و لطائف آلہی کہ بر دل شریف و رُوح پُر فتوح وے صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نازل میگشت و احوال شریفا ز نعیم رُوح و شادی نفس و رُوح قلب پیدا مے شد کہ بداں از غذائے جسمانی مستغنی مے شود و ایں معنی در محبتہائے مجازی و مسرتہائے صوری تجربہ است کہ احتیاج بغذا نشیفند بلکہ یاد از اں نیاید۔ چہ جائے محبت حقیقی و مسرت معنوی است

واللہ اعلم بحقیقۃ الحال ۔

اسی حالت استغراق کی حکایت مثنوی معنوی میں ایک حضرت کے معجزے کے ضمن میں ہے جس کا نقل کرنا خالی از دلچسپی نہ ہوگا:۔

قصہ یوں ہے کہ ایک لق ودق جنگل میں ایک قافلہ عرب بھٹک گیا۔ اور تکلیف پیاس سے قریب المرگ ہوگیا تھا۔ ہمارے نبی عربی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے علم وسیع سے اُن کی حالت کو معلوم فرمایا۔ اور وہاں ہی دستگیری کو پہنچے قافلہ والوں کو ارشاد فرمایا صبر کرو۔ اور جاؤ اِس ٹیلے کے پس پشت ایک حبشی غلام مشکیزہ لیئے جا رہا ہے۔ اُسے لے آؤ۔ لوگ گئے۔ اور بعد تجسس وہ غلام معہ مشکیزہ ملا۔ اُسے حاضر جبر اً گیا۔ آپنے اس سے مشکیزہ لے لیا۔ صرف ایک مشکیزہ سے تمام قافلہ معہ مویشی کے سیراب ہوگیا۔ حبشی حیران منہ دیکھ رہا تھا کہ پانی اب کہاں ہے لوں اِس لق ودق میں کہیں نام ونشان پانی کا نہیں۔ دور سے مالک کیلئے پانی لایا تھا اب اسے کیسے منہ دکھاؤں۔ آپنے اسے دلاسا دیا۔ اور اس کے رخسار پر دست مبارک رکھ کر ایک ریتے کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ جاؤ لڑکے وہاں سے بھر لو حضرتؐ کا حبشی پر دست مبارک رکھنا۔ اور اشارہ کرنا ہی تھا کہ حبشی خوب صورت غلام ہوگیا۔ اور ادھر چشمہ جاری ہوگیا۔ اس غلام نے پانی سے مشکیزہ بھر لیا۔ اور روانہ اپنے گاؤں کو ہوا اس واقعہ کی خبر جب اس گاؤں میں مشہور ہوئی۔ تو ایک کافر عورت حضرؐ کی تصدیق کیلئے معہ اپنے شیر خوار بچہ کے خدمت اقدس میں آئی۔ اس کو مولوی معنوی نے اسطرح لکھا ہے

هم ازاں دہ یک زنے از کافراں ۔۔۔ سوئے پیغمبر رواں شد زامتحاں

پیش پیغمبر در آمد با خمار ۔۔۔ کودکے دو ماہہ زن را در کنار

گفت کودک سلم اللہ علیک ۔۔۔ یا رسول اللہ قد جئنا الیک

مادرش از خشم گفتش ہیں خموش ‎ ‎ ‎ کیست افگند این شہادت در گوش
این کہ آموخت اے طفل صغیر ‎ ‎ ‎ کز زبانت گشت در طفلی جرید
گفت حق آموخت وانگہ جبرئیل ‎ ‎ ‎ مر مرا گشتہ بصد گونہ دلیل
گفت کو بینی تو گفتا کہ بلے ‎ ‎ ‎ بر سرت تاباں چو بدر کاملے
مے بیاموزد مرا وصف رسول ﷺ ‎ ‎ ‎ بر علوم مے رساند زیں سفول
پس رسولش گفت اے طفل رضیع ‎ ‎ ‎ چیست نامت باز گو و شو مطیع
گفت نامم پیش حق عبدالعزیز ‎ ‎ ‎ عبد عزے پیش این یکمشت حیز

خواجہ کائنات اسی شغل میں محو تھے۔ اور حالت استغراق طاری تھی کہ ناگاہ آواز اذان کان مبارک نبی تک پہنچی۔ آپنے وضو فرمایا۔ اور جونہی پائے مبارک بعد دھونے کے موزے میں ڈالنے لگے کہ ایک عقاب اُسے ہوا میں لے اڑا۔ اُس میں ایک سانپ تھا جس کو گرا کر پھر موزہ لیکر خدمت میں آیا۔ اور وجہ گستاخی بیان کی ؎

پس رسولش شکر کرد گفت ما ‎ ‎ ‎ این جفا دیدیم و خود بود آن وفا
موزہ بربودی و من درہم شدم ‎ ‎ ‎ تو غمم خوردی و من برہم شدم
گرچہ ہر غیبے خدا ما را نمود ‎ ‎ ‎ دل دراں لحظہ بخود مشغول بود

جان برادر اسی کو استغراق محبت الٰہی کہا کرتے ہیں۔ مولانا معنوی خود اس بات کو بزبانی عقاب صاف فرماتے ہیں ؎

گفت دور از تو کہ غفلت از تو رست ‎ ‎ ‎ دیدنم آں غیب را ہم عکس تست
مار در موزہ بہ بینم در ہوا ‎ ‎ ‎ نیست از من عکس تست اے مصطفٰے
عکس نورانی ہمہ روشن بود ‎ ‎ ‎ عکس ظلمانی ہمہ گلخن بود

عکس عبد اللہ ہمہ نوری بود عکس بیگانہ ہمہ کوری بود

ملاحظہ ہو مثنوی معنوی دفتر سوم مطبوعہ نولکشور صفحہ ۲۶۳ ٭

اس پر شارح بحر العلوم لکھتے ہیں کہ آنحضرت صلوٰۃ اللہ وسلامہ کو فکر تن کا نہ تھا اور یہ کوئی عجیب بات نہیں انبیاء پر بوجہ استغراق بعض اشیا مخفی ہو جاتی ہیں۔ اور مطلب بیت "دل دراں لحظہ بود مشغول بود" کا یوں ہے کہ دل اپنے آپ میں مشغول تھا یعنی دل تو ذات قلب کا مشاہدہ کر رہا تھا۔ اور ذات خدا کے ساتھ مشغول تھی۔ اور بوجہ استغراق اس وقت توجہ عالم موجودات کی طرف کچھ نہ تھی۔ اور ہمیں اپنی بھی خبر نہ تھی۔ یہ حالت صاحبان فکر سلیم سمجھ گئے ہونگے۔ پس اے طالب حق! اگر کوئی اعتراض پیش ہو۔ تو اس کے لئے اسی جواب استغراق کو مد نظر رکھ۔ اور یہی اعتقاد وسیلہ نجات ہے۔ اَللّٰھُمَّ اَعْطِنِیْ بِہٖ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْر۔ وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ ٭

اس مختصر تحریر کے بعد اب صاحبان بصیرت پر علم غیب کا ماننا کچھ مشکل امر نہیں رہا میں نے جہاں تک ہو سکا علم غیب کو نص سے احادیث صحیحہ سے، اقوال علما سے ثابت کر دیا کہ ہمارے نبی عربی صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہ عالم علم الغیب بالیقین تھے۔ اب جو شخص ایسے مسئلہ کو جو قرآن۔ حدیث۔ اور اجماع امت سے مسلم ہو نہ مانے اسے کیا کہا جاوے اس کا علاج نہیں ٭

یہ مشہور ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت خواجہ اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کی جو اکابر تابعین میں سے ہیں خوشخبری دی تھی اور یہ مشہور ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اِنِّیْ لَاَجِدُ نَفَسَ الرَّحْمٰنِ مِنْ قِبَلِ الْیَمَنِ یعنی حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں خدا کی خوشبو یمن کی طرف سے پاتا ہوں یعنی اللہ والے کا ظہور میرے بعد اس جانب سے ہوگا۔ اسی طرح

خوشخبری حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے ابو الحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت کئی سال پیشتر دی۔ اب بتاؤ کہ جب حضرت کی امت کے ادنے وجود اس طرح کا علم غیب رکھتے ہیں۔ تو حضرت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تو بدرجہ اکمل واتم متصف بعلم غیب کہنا لازم وضروری ہے۔ بشارت نسبت ابو الحسن خرقانی رح کو مست جام بادۂ قیوم مولنا روم دفتر چہارم مثنوی مطبوعہ صفحہ ۳۴۳ میں حسب ذیل بیان فرماتے ہیں ؎

آں شنیدی داستان بایزید رح | کہ زحال بوالحسن از پیش دید
روزے آں سلطان تقوے میگذشت | بامریداں جانب صحرا و دشت
بوئے خوش آمد مر اورا ناگہاں | در سواد رے زحد خارقاں
پس در انجا نالۂ مشتاق کرد | بوئے را از باد استنشاق کرد

جب ان کی یہ حالت ہوئی۔ تو ایک مرید نے دریافت کی۔ فرمایا ؎

گفت بوئے بو العجب آمد بمن | ہمچناں کہ مر نبی را از یمن
گفت زیں سوے بوے یارے میرسد | کاندریں دہ شہریارے میرسد

پھر آپ نے بوالحسن رح کی مدت ولادت آپکا حلیہ غرض سب حال بالتفصیل بتلادیا۔ اور لوگوں نے اس یادداشت کو قلمبند کر لیا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا ؎

چوں رسید آں وقت آں تاریخ راست | زاں زمین آں شاہ پید اگشت خاست
ہمچناں آمد کہ اوفرمودہ بود | بوالحسن از مردماں اور اشنود

پھر مولوی معنوی اس تعجب انگیز واقعہ کو اس طرح صاف کرتے ہیں کہ اولیاء سے یہ امر مشکل نہیں ہے ؎

لوح محفوظ است پیش اولیا | از چہ محفوظ است محفوظ از خطا

نہ نجوم است و نہ رمل است و نہ خواب
وحی حق واللہ اعلم بالصواب

جب علمائے قدیم نے اولیا کی نسبت یہ حالات مندرج فرمائے اب ذات پاک نبویؐ کی نسبت شک کی کونسی جگہ باقی ہے۔ اور یہی اعتقاد رکھنا ہر مسلمان کا فرض ہے کہ ہمارے نبی عربی صلوٰۃ اللہ وسلامہ افضل النبیین و کافہ انام تھے۔ اور صاحب حیات ابدی و عالم علم غیب ازلی جیسا کہ میں نے مفصلاً لکھا۔ اس میں شک و شبہ کی ذرا بھی گنجائش نہیں۔ پس میں اب اس جگہ اس تحریر کو ختم کرتا ہوں ؞

حمداً للہ کہ میرے ہر سہ حصص بخیر و خوبی ختم ہوئے خدا میری اس ادنےٰ خدمت کو قبول فرمائے۔ احقر کی بساط ان مسائل پر بحث کرنے کے قابل کہاں تھی۔ جو کچھ لکھا گیا۔ جذب محبت احمدیہ کا کرشمہ ہے۔ خدا کرے کہ یہ چند سطریں میری باعث نجات ہوں اور محمدؐ و آل محمدؐ کی محبت میں میرا اور عامہ مومنین کا خاتمہ ہو۔ واللّٰہُ الْمُسْتَعَانُ وَ اِلَیْہِ التُّکْلَانُ ۵

اگر دعوتم رد کنی ور قبول
من و دست و دامان آل رسول

حافظ محمد امین اندرابی عفی عنہ

تاریخ طبع از احقر العباد امیدوار رحمت پروردگار عالم محبوب عالم امین آبادی عفی اللہ و عیوبہ نوسہ ستر (؟)

بعد حمد خدا و نعت رسولؐ / قول مقبول بعلم غیب رسول / ہے صریح نص و حدیث گواہ / غیب داں تھے جناب پاک رسول

یعنی شیخ و مشائخ و عالم / سبھی کہتے ہیں صاحبان عقول / راز کل خفی و جلی جلنے / فضل خالق سے ہو گئے تھے حصول

موتی ہیں خاص بحر عرفاں کے / جانیں کیا وہ جو ہیں ظلوم جہول / اس سے پائینگے گوہر مقصود / وہ جو ہیں عاشق خدا و رسولؐ

چھپ چکی جب کہ یہ کتاب عجیب / ہوئی ہر خاص و عام میں مقبول / اے خدا کیجو خاتمہ بالخیر / صدقہ نام نبی و آل بتول

منکر غیب دیکھ لے آکر / کہا ہاتف کہ یہ ہی غیب رسول
۱۳۲۳

تمت

سید احمد کاتب امین آبادی

اُردو ترجمہ کتاب خلاصۃ العارفین

یہ مجموعہ ملفوظات حضرت خواجہ قطب الاقطاب حضرت بہاؤ الدین ذکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت بابا فرید الدین گنجشکر و حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت اور حضرت محبوب الٰہی نظام الدین قدس سرہٗ کی زبان مبارک سے لکھے گئے ہیں خوشخط کاغذ اعلےٰ قسم قیمت ۔ ۔ ۔ ۔ ۴؍

اُردو ترجمہ رسالہ نقشبندیہ

اس رسالہ میں نقشبندیہ طریقہ کے ذکر اور لطائف قلبی و مراقبہ وغیرہ کا بیان ہے اور اسکے ساتھ طریق مراقبہ بھی بتایا گیا ہے اور دل کا نقشہ دکھلا کر ہر ایک لطیفہ کا مقام دکھلایا گیا ہے ۔قیمت ۔ ۔ ۔ ۔ ۴؍

اُردو ترجمہ کتاب مونس جان

یہ کتاب حضرت شاہ ابوالمعالی قادری علیہ الرحمۃ کی تصنیف میں سے ہے اس میں پانچ مقالے ہیں (۱) میں حقایق (۲) میں احادیث اور کلمات مشائخ (۳) میں محبت (۴) میں مطایبات اور ہزلیات (۵) میں ذکر شعر۔ نہایت ہی دلچسپ کتاب ہے اور رموزات تصوف کو دلکش پیرایہ میں بیان کیا گیا ہے ۔قیمت ۔ ۔ ۔ ۔ ۴؍

اُردو ترجمہ گلدستہ باغ ارم

یہ کتاب بھی حضرت شاہ ابوالمعالی قادری رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف میں سے ہے اور اس میں چار طراز ہیں طراز اول در حالات خواجہ کائنات صلے اللہ علیہ وسلم طراز دوم در لطائف اولیا طراز سوم در سخنان حکما جو بے زبانوں کی تمثیل میں ہیں ۔ طراز چہارم در نصیحت ۔قیمت ۔ ۔ ۔ ۔ ۲؍

اُردو ترجمہ کتاب نفحات الانس

یہ بینظیر کتاب حضرت مولٰنا عبد الرحمٰن جامی نقشبندی علیہ الرحمۃ کی اعلےٰ تصنیفات میں سے ہے حضرت موصوف کی تصنیف کسی تعریف کی محتاج نہیں اس میں اکثر اولیا اور خاتونان باصفا کا جو اولیاء اللہ میں سے گذری ذکر ہے ۔ بس قابل دید ہے ۔قیمت ۔ ۔ ۔ ۔ ۳ روپیہ

عقاید النور ۔ عقاید جامی مندرجہ سلسلۃ الذہب کا بامحاورہ نظم اردو ترجمہ ۔قیمت ۔ ۔ ۔ ۱۰؍

اُردو ترجمہ

مکتوبات شریف

امام ربّانی مجدّد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی

مع مفصل سوانحعمری

کون شخص ہے جو مجدّد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نام نامی و اسم گرامی سے واقف نہ ہو۔ یہ وہ آپ کا مجموعہ مکتوبات ہے جو آپ نے وقتاً فوقتاً اپنے پیر دستگیر حضرت باقی باللہ قدس سرہٗ کی خدمت اقدس میں اور نیز دیگر احباب کی طرف ارقام فرمائے تھے اور جن کی تلاش اور جستجو میں مدّت مدید اور عرصہ بعید سے طالبانِ مولےٰ عموماً اور حلقہ بگوشان سرکار عالیہ نقشبندیہ خصوصاً حیران اور سرگردان پھرتے تھے چونکہ یہ گنجینہ اسرار معانی نہایت دقیق فارسی زبان میں ہر ادنےٰ و اعلےٰ کی فہمید سے باہر تھا لہٰذا ہم خادمانِ فقرا نے بپاس خاطر ہر چہار سلاسل عالیہ و حلقہ بگوشان خاندان عالیہ نقشبندیہ کے لئے بصرف زر کثیر اردو ترجمہ کرا کر نہایت خوشخط اعلےٰ درجہ کے کاغذ پر طبع کرائے ہیں جنکو خرید کر ہر ایک طالب مولےٰ بیساختہ یہ شعر اپنی زبان سے ورد کریگا ؎

جما دچند دادم جاں خریدم
بنام ایزد عجب ارزاں خریدم

قیمت دفتر اوّل
قیمت دفتر دوم ۳ عہ
قیمت دفتر سوم ۱۲ آر

المشتہر
اشتہار

ملک فضل الدین ملک چنن الدین ملک تاج الدین کگّو زئی تاجران کتب قومی منزل نقشبندیہ کوچہ گلے زیاں بازار کشمیری لاہور

سید عالم کاتب

اطلاع۔ جس کتاب پر ہماری مہر نہ ہوگی وہ مال مسروقہ ہے